REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO.R.N.61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD.NO. P/GDP-3

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۳

شمارہ ۱۷

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۲ ربیع الآخر ۱۳۹۴ھ — ۲۵ شہادت ۱۳۵۳ ہش — ۲۵ اپریل ۱۹۷۴ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۲ شہادت (اپریل) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ربوہ سے آمدہ تازہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور انور ان دنوں جہلم اور راولپنڈی تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ۱۹؍ اپریل کا جمعہ حضور نے راولپنڈی میں پڑھایا۔

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے اور حضور کی قیادت میں اسلام کے عالمگیر روحانی غلبہ کے زیادہ سے زیادہ سامان ہوتے چلے جائیں۔

★— محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع محترمہ بیگم صاحبہ اڑیسہ کے تبلیغی و تربیتی دورہ سے فراغت کے بعد مورخہ ۲۴ شہادت کو مراجعت فرما ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خیریت سے لائے۔ آپ کے سب بچے قادیان میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

★— حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

صدرِ تنزانیہ ہز ایکسی لنسی نیریرے کی ماریشس میں آمد

اور یومِ آزادی کی چھٹی سالگرہ کی تقریبات میں شرکت

جماعتِ احمدیہ کی طرف سے قرآنِ عظیم اور دیگر اسلامی کتب کے تحائف کی پیشکش

از مکرم مولوی صدیق احمد صاحب منور انچارج احمدیہ مسلم مشن ماریشس

جزیرہ ماریشس میں جو دن قومی اور حکومتی پیمانہ پر بہت خوشی اور مسرت سے منائے جاتے ہیں ان میں ۱۲ مارچ کا روز خاص اہمیت رکھتا ہے ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۶۸ء وہ مبارک تاریخ ہے، جس نے ماریشس کی تاریخ میں نئے باب کھولے۔ اور فرزندانِ ماریشس نے غیر اقوام کی غلامی کی زنجیروں سے رہائی پاکر آزادی کی فضاؤں میں سانس لیا۔ یورپین قوموں نے سینکڑوں سال ان لوگوں کو مفاد پرستی اور استحصال کا نشانہ بنایا۔ آخر وہ وقت آیا کہ مظلوم کی آواز میں طاقت پیدا ہوئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ استحصال پسندوں کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

یومِ آزادی کی چھٹی سالگرہ کی تقریبات کی تیاری:-

امسال بھی حسبِ سابق گورنمنٹ کے مختلف شعبوں کی نگرانی میں جزیرہ کے بعض حصوں کو مزین کیا گیا اور "شانڈے ماس" کے نیشنل National Display میدان میں کے لئے شاندار تیاری کی گئی۔ یہ تیاری کافی جاذب تھی۔ یہی وجہ ہے اس فنکشن میں کثیر تعداد میں لوگ شامل ہوئے۔ پبلک کو حکومت کی طرف سے سفر کی سہولت دی گئی جس سے مذکورہ تقریب میں شرکت اور زیادہ آسان ہوگئی۔

صدرِ تنزانیہ ہز ایکسی لنسی نیریرے کی آمد:-

یومِ آزادی کی چھٹی سالگرہ کی تقریبات اور زیادہ پُرمسرت بنانے کے لئے حکومتِ ماریشس نے بہت سے دیگر ممالک کے نمائندگان کو بھی دعوت دی تھی جن میں حکومتِ تنزانیہ کے صدر جناب ہز ایکسی لنسی NYERERE صاحب مہمانِ خصوصی تھے۔ ان کی آمد کی سب لوگوں کو انتظار تھی۔ آپ پروگرام کے مطابق ۱۱ مارچ ساڑھے چھ بجے ماریشس میں وارد ہوئے۔ آپ کا فوجی اعزاز کے ساتھ نہایت پُرتپاک استقبال ہوا۔ سب سے پہلے وزیر اعظم آنریبل سر سیوساگر رام غلام نے معزز مہمانوں سے ملاقات کرائی۔ خاکسار نے اس موقعہ پر مختصر طور پر تعارف کرایا۔ یہ سارے نظارے ڈائریکٹ ٹیلی ویژن میں پبلک کو دکھائے جا رہے تھے۔ بعدہٗ ہز ایکسی لنسی گورنر آف ماریشس، آنریبل وزیر اعظم نے ایک مختصر تقریب میں جو ایئرپورٹ پر ہی منعقد ہوئی معزز مہمان کو خوش آمدید کہا۔ جوابی تقریر میں صدرِ تنزانیہ نے فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ ہمارے دونوں ملکوں کے تعلقات پہلے سے بہت زیادہ استوار ہو جائیں گے۔ ہز ایکسی لنسی نیریرے نے حکومتِ ماریشس کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اس اہم تقریب میں دعوت دے کر ہماری خوشیوں میں اضافہ کر دیا۔ صدرِ تنزانیہ کا اعلیٰ رنگ میں استقبال کرنے کے لئے ایئرپورٹ سے لیکر شہر کی آبادی تک سڑکوں کو خوبصورت جھنڈیوں اور قمقموں سے آراستہ کیا گیا اور جگہ جگہ اھلاً و سھلاً لکھا گیا۔

اسٹیٹ ڈنر اور مختلف فوٹو سیشن ملاقاتیں

۱۱ مارچ کو مہمانِ خصوصی گورنر جنرل آف ماریشس کی طرف سے مدعو تھے۔ اس موقعہ پر بھی ملک کی مشہور شخصیات، مذہبی راہنما اور مختلف تنظیمات کے افسرانِ اعلیٰ کو دعوت دی گئی تھی۔ ڈائننگ روم میں داخل ہونے سے پہلے بعض وجوہ کی بناء پر مہمانوں کو کافی انتظار کرنا پڑا۔ اس موقعہ سے بھی خاکسار نے پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت سے بیرونی نمائندگان بالخصوص تنزانیہ کے وفد کے ساتھ انفرادی طور پر ملاقات کی اور جماعتِ احمدیہ کا تعارف کرایا۔ اُن میں سے بعض اچھی طرح تنزانیہ کے احمدیہ مشن سے آگاہ تھے۔ ان میں سے بالخصوص وزیر دفاع، وزیر اسٹیٹ اور صدر کے چیف آف پروٹوکول قابلِ ذکر ہیں۔

NATIONAL DISPLAY کی تقریب میں شرکت:-

یہ تقریب ہر سال ۱۲ مارچ کو نیشنل پارک "شانڈے ماس" میں منائی جاتی ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ اس کو دیکھنے جاتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے بسوں کے کرایہ کو کم کر دیا جاتا ہے۔ جس سے لوگ اور زیادہ تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ اس فنکشن میں صدرِ تنزانیہ تشریف لائے انہیں گارڈ آف آنر پیش کیا گیا۔ بعدہٗ تقریب کے دوسرے پروگرام شروع ہوئے۔ مختلف کالجوں نے کھیلوں اور جمناسٹک کے مظاہرے کئے جو بلاشبہ بہت قابلِ داد تھے۔ سکولوں اور کالجوں کے علاوہ متعدد تنظیموں کی طرف سے دلکش پروگرام پیش کئے گئے۔ اس تقریب میں خاکسار کو تنزانیہ کے وزیرِ خارجہ سے ملاقات کرنے کا موقعہ ملا۔

کوئین الزبتھ کالج میں اجتماعی دعوت

ہر سال یومِ آزادی کے موقعہ پر رات کو کوئین الزبتھ کالج میں ڈنر دیا جاتا ہے۔ اس میں کثیر تعداد میں حکومت نے مہمانوں کو مدعو کیا تھا۔ ۔۔۔ ڈنر کے دوران جن دوستوں سے ملاقات ۔۔۔ ورکنگ

(باقی دیکھئے صفحہ ۔۔۔ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

م 2 25 اپریل 1974

جماعتِ احمدیہ کیرنگ کا دسواں سالانہ جلسہ

صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ العالی و حضرت بیگم صاحبہ کا ورودِ مسعود، وزراء، حکام اور اخباری نمائندوں کی شرکت، پُر وقار و پُر عقیدت استقبال، الٰہی تائید و نصرت کے ایمان افروز نظارے!

از مکرم سید فضل عمر صاحب مبلغ جماعتِ احمدیہ کیرنگ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حسبِ سابق امسال بھی جماعتِ احمدیہ کیرنگ کا جلسہ سالانہ نہایت کامیابی کے ساتھ ۳۰، ۳۱ امان (مارچ) کو منعقد ہوا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب، مع حضرت بیگم صاحبہ نے بطور مہمان خصوصی جلسہ میں شرکت فرمائی۔ ۲۹ امان دن کے دس بجے جونہی حضرت صاحبزادہ صاحب کی کار بستی سے باہر تالاب کے پاس رُکی فضا آسمانی نعرہ ہائے اسلامی سے گونج اٹھی۔ مرد و خواتین و بچے کثیر تعداد میں جمع تھے۔ جنہوں نے حضرت صاحبزادہ صاحب کا پُر وقار استقبال کیا۔ اور گُل پوشی کی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے سب کو شرفِ مصافحہ بخشا۔ دوسری جانب پردہ کی رعایت سے خواتین نے بھی حضرت بیگم صاحبہ کا پُر عقیدت استقبال کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کیرنگ ایک ایسی بستی ہے جو ہزاروں احمدی نفوس پر مشتمل ہے اور ساکنینِ کیرنگ صوبہ کے تقریباً ہر اہم مقام پر موجود ہیں اور اُڑیسہ سے باہر بھی۔ اللّٰھمّ زِد فزِد۔

خطبہ جمعہ میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مقدس اور نہایت بابرکت تحریک "صد سالہ احمدیہ جوبلی" کے عبادت والے اور دُعائیہ پروگرام کو دلنشین انداز میں واضح فرمایا۔ اور اس کی اہمیت بتا کر جماعت کو اس پر کاربند ہونے کی تلقین فرمائی۔

جلسہ میں شرکت کے لئے مولانا بشیر احمد صاحب قادیان سے اور مولانا عبد الحق صاحب فضل مبلغ انچارج آندھرا حیدر آباد سے تشریف لائے تھے۔

پہلا اجلاس

۳۰ امان (مارچ) کو زیرِ صدارت حضرت صاحبزادہ صاحب ۹ بجے صبح پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید عزیز بشیر الحق صاحب نے کی۔ بعدہٗ ... کے ساتھ حضرت صاحبزادہ صاحب نے ... پرچم لہرایا۔ حاضرین نے اس موقعہ پر احتراماً کھڑے ہو کر نعرہ ہائے اسلامی بلند کئے۔ پھر مکرم بلال صاحب نومسلم نے درثمین عربی سے

... فیض اللہ والعرفان

... الحانی سے سُنایا۔ اور مکرم محمد معین الدین صاحب سیکرٹری تحریکِ جدید نے جماعت کی طرف سے حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں پُر خلوص سپاس نامہ پیش کیا۔ جس میں جماعت کے قیام اور تدریجاً ترقی کی مختصر تاریخ پیش کرتے ہوئے پُر خلوص خوش آمدید پیش کیا گیا۔ بعدہٗ خاکسار سید فضل عمر نے حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب ناظر اعلیٰ کا مشفقانہ پیغام پڑھ کر سُنایا۔ جس میں جماعت کو ہدیۂ تبریک السلام علیکم کے ساتھ جلسہ کی کامیابی کے لئے دُعائیہ کلمات تھے۔ اس کے بعد مکرم بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لنڈن کا محبت بھرا پیغام سنایا گیا۔ جس میں موصوف نے جلسہ سالانہ کے انعقاد پر مبارکباد کا تحفہ جماعت کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اور دُعا کی درخواست کی تھی۔ اسی طرح محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعتِ احمدیہ حیدر آباد اور مکرم سیٹھ محمد منیر صاحب بانی ابن محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کا سلام اور درخواستِ دعا کے پیغامات پہنچائے گئے۔

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک نوجوان نے نہایت خوش الحانی سے اُڑیہ نظم پڑھی۔ اور اجتماعی دُعا حضرت صاحبزادہ صاحب نے کرائی۔

مولانا عبد الحق صاحب فضل نے حضرت مہدی معہود علیہ السلام کے عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالوضاحت بیان کر کے بتایا کہ حضرت مہدی معہود علیہ السلام کو وہ نور اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے کہ دنیا کے تمام فلسفے اس پُر عظمت قرآنی فلسفے کے سامنے ماند پڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے خصوصی واقعات بھی بیان فرمائے۔ نیز بتایا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مقدس تحریک — "صد سالہ احمدیہ جوبلی" کے آغاز کی وجہ سے سالِ رواں جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ متعدد احباب نے آندھرا پردیش میں احمدیت کو قبول کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہماری زد ... اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہیں۔ نومبائعین کی استقامت کے لئے دعا کی درخواست کی۔

محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے سورۂ جمعہ کی ابتدائی آیات سے استدلال کرتے ہوئے نہایت وضاحت کے ساتھ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں بعثتوں کا ذکر فرمایا۔ اور بتایا کہ جس طرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن کریم کی آیت یتلو علیھم آیاتہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید و نصرت کے لئے بڑے عظیم الشان نشانات اور معجزات ظاہر فرمائے اسی طرح حضرت مہدی معہود علیہ السلام جو کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے بروزِ کامل ہیں کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے بڑے عظیم الشان نشانات اور معجزات ظاہر فرمائے۔

صدارتی تقریر میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں سے جنگِ اُحد کا واقعہ پیش کرتے ہوئے توحید خالص کا اسلامی نظریہ بیان فرمایا۔ اور فرمایا کہ ہر احمدی کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے کہ احمدیت اختیار کرنے سے قبل اور بعد میں کیا نمایاں فرق پیدا ہوا ہے۔ اسی طرح پیدائشی احمدی کا ہر قدم نیکی اور تقویٰ کی جانب نہایت سُرعت کے ساتھ اُٹھنا چاہیئے۔ ہمارا ایمان دن بدن اللہ تعالیٰ، رسالت، اسلام و احمدیت کے متعلق بڑھنا چاہیئے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے جنگِ اُحد کا واقعہ پیش کرتے ہوئے نظامِ سلسلہ کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی۔

ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ بعدہٗ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ سالانہ کی تقاریر بذریعہ ٹیپ ریکارڈ احبابِ جماعت نے سماعت فرمائیں۔ یہ ٹیپ ریکارڈ حضرت صاحبزادہ صاحب اپنے ساتھ لائے تھے۔ بفضلہ تعالیٰ یہ پروگرام بہت دلچسپ رہا۔

پہلے دن کا دوسرا اجلاس

اس اجلاس کی کارروائی محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کی زیرِ صدارت شروع ہوئی۔ عزیزم سیف الرحمٰن صاحب بی۔ اے نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اور مکرم منور علی صاحب ریٹائرڈ ڈی۔ ایس۔ پی نے درثمین سے ایک نظم خوش الحانی سے سنائی۔

پہلی تقریر مکرم مولوی امان اللہ صاحب فاضل نے کی۔ آپ نے چند ماہ قبل احمدیت کو قبول کیا ہے۔ قبولِ احمدیت کے حالات بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ جب میں نے احمدیت کا لٹریچر پڑھا تو مجھے اس میں روشنی دکھائی دی۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ مخالفت کے جذبات بھی اُبھرتے رہے۔ اس کشمکش کے دور میں میں نے استخارے کرنے شروع کر دیئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا بلکہ ایک رؤیا میں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیعت فارم کو پڑھوا دیا جو جماعتِ احمدیہ کی جانب سے شائع ہوا ہے۔ اور اس پر دستخط بھی حضور نے رؤیا میں کروا لئے۔ صبح اُٹھ کر میں نے بیعت کر لی۔ اور شدید مخالفت شروع ہو گئی۔ آپ نے تفصیل کے ساتھ مخالفت کے حالات اور الٰہی تائید و نصرت کے واقعات پر بھی روشنی ڈالی۔

دوسری تقریر مکرم پروفیسر شمس الحق صاحب ایم ایس سی نے اُڑیہ زبان میں کی جس میں آپ نے وضاحت کے ساتھ جماعتِ احمدیہ کے امن بخش نظریات کو پیش کیا۔

بعدہٗ عزیز سلیم خان صاحب نے اُڑیہ زبان میں صداقتِ احمدیت کے موضوع پر خوش الحانی سے ایک نظم سنائی۔ پھر مکرم سید مبشر الدین صاحب نے بعض سوالات کے جوابات چند منٹ میں پیش کئے۔

آخر میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ سالانہ ۱۹۷۳ء کی افتتاحی اور اختتامی تقاریر سنانے کا اہتمام فرمایا۔ حاضرین ان نہایت ایمان افروز تقاریر سے بہت متأثر و مسرور ہوئے۔ اس سے قبل صدرِ محترم نے اپنی صدارتی تقریر میں صداقتِ احمدیت کو بیان فرمایا تھا۔ یہ اجلاس آٹھ بجے رات بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

دوسرے دن کا پہلا اجلاس

۳۱ امان (مارچ) ۹ بجے دن پہلا اجلاس زیرِ صدارت مکرم سید فضل الرحمٰن صاحب منعقد ہوا۔ (باقی دیکھئے صفحہ ۱ پر)

خطبہ جمعہ

قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کامل و مکمل کلام ہے اس لئے ہر زمانہ میں اس کے نئے نئے علوم دنیا کے سامنے آتے چلے جائیں گے

حضرت مہدی معہود کو اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کی آخری جنگ میں غلبۂ اسلام کیلئے مبعوث کیا ہے

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت کے لئے قرآن کریم کے بیشمار بطون سکھائے ہیں

جماعت احمدیہ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ نوع انسانی کا ہر فرد حسب استعداد قرآنی علوم سے بہرہ ور ہو جائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲ نبوت ۱۳۵۲ ہش مطابق ۲ نومبر ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آیت "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

گذشتہ خطبہ میں مَیں نے خیر اُمّۃ کے متعلق دو اصولی باتوں کا ذکر کیا تھا۔ ایک پر نسبتاً تفصیل سے روشنی ڈالی تھی اور دوسری بات کا صرف خاکہ بیان کر دیا تھا۔ مَیں نے بتایا تھا کہ "خیر اُمّۃ" اور "اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" میں دو بنیادی باتیں اُمتِ محمدیہ کے متعلق بتائی گئی ہیں۔ خیر اُمّۃ کی صفات کا ذکر قرآنِ عظیم اور ارشاداتِ نبوی میں ہمیں ملتا ہے۔ کبھی لفظ "خیر" کو استعمال کر کے اور کبھی معنوی ذکر سے، اس حقیقت کو بیان کیا جاتا ہے۔

دو بنیادی صفات

جن کا ذکر قرآن و حدیث میں ہے اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اُمتِ مسلمہ اس معنی میں "خیر" ہے کہ تمام پہلی اُمتوں کے مقابلے میں اپنی استعداد کے لحاظ سے بھی اور صلاحیت کی نشو و نما کے لحاظ سے بھی اقویٰ ہے۔ زیادہ طاقتور ہے۔ اور "اَلْقَوِیُّ" کا مفہوم دراصل یہ بھی ہے کہ جس اُمت نے اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اللہ تعالیٰ کی کامل شریعت اور تعلیم کی روشنی میں اس طرح کامل نشو و نما دیا ہو اور اپنی قوتوں کا کامل نشو و نما کیا ہو۔ کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی معنی میں یہ کہا کہ "اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی" کہ دینے والا ہاتھ "خیر" کا ہاتھ ہے۔ اور لینے والا ہاتھ ایسا نہیں۔ اور اس کی تفصیل میں نے جتنا ممکن تھا بتائی تھی۔

دوسری صفت جو "خیر اُمّۃ" کی بنیادی صفت ہے اور جس کا ذکر قرآن کریم اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں ہے وہ یہ ہے کہ

"وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ"

کہ (نیک جماعت) ایک گروہ اس اُمتِ مسلمہ یعنی خیر اُمّۃ کا ایسا ہونا چاہیئے کہ جس کا کام ہی صرف یہ ہو کہ وہ گروہ خیر کی طرف بلانے والا ہو۔

خیر کے ایک معنی

یہاں "قرآن" کے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک حدیث کی روشنی میں جس کا مَیں ذکر کروں گا۔ ایک الہام اسی معنی میں ہوا۔ اور حدیث یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ"۔ پس اُمتِ مسلمہ کا وہ گروہ جس کے متعلق کہا کہ وہ گروہ ایسا ہونا چاہیئے "وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ" تو یدعون الی الخیر کی بنیادی صفت یہ ہے کہ "خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ"۔ قرآن کریم سیکھنا اور سکھانا اور قرآن کریم کی ساری دنیا میں اشاعت کرنا یہ خیر اُمّۃ، اُمتِ مسلمہ کی ایک دوسری بنیادی صفت بیان کی گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی حدیث اور قرآن کی بعض آیات کی تفسیر کے طور پر یہ الہام ہوا "اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ"

پس آیہ "وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ" میں اِلَی الْخَیْرِ سے مراد قرآنِ عظیم ہے۔ یعنی ایسی اُمت اور جماعت تم میں ہر وقت رہنی چاہیئے جو قرآنِ عظیم پر کامل عمل کرنے والی ہو جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آیا ہے کہ جب پوچھا گیا کہ آپؐ کے اخلاق کیسے تھے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا

"قرآن"

یعنی قرآن کریم نے جو تعلیم دی، جن اصول اور حدود کو قائم کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی وہی نظر آتا ہے۔ اور ہمیں کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی زندگیوں کے لئے اسوہ بناؤ۔ پس اُمتِ مسلمہ میں ایک ایسی اُمت اور گروہ بزرگوں کا ہونا چاہیئے (بزرگ عمر کے لحاظ سے نہیں بلکہ بزرگ اپنی عاجزی کے لحاظ سے اور عاجزانہ راہوں کو اختیار کرنے کے لحاظ سے نیز بزرگ اپنی نیستی کے اعلان کے بعد اپنے رب سے بے لوث محبت کرنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے کے لحاظ سے) جو نمایاں طور پر دوسروں کے لئے قابلِ تقلید مثال ہوں اور اپنی استعداد کے معراج پر پہنچنے کے بعد جتنا کسی انسان کے لئے اُسوہ کا مثیل بننا ممکن ہے مثیل بن جانے والے ہوں۔ اصل میں تو

"الاُسْوۃ" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

آپؐ ہی ہمارے لئے ایک مثال ہیں ان معنوں میں کہ ہم وہی رنگ اپنے اُوپر چڑھا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگے جائیں۔ اور اس طرح پر اس نیک مثال کے قائم کرنے کے ساتھ دُنیا کو قرآنِ عظیم کی طرف بُلائیں۔

مَیں نے ایک خطبہ میں بتایا تھا کہ قرآنِ عظیم کے دو پہلو ہیں۔ ایک اس کا کتاب مبین ہونا ہے۔ اور دوسرا پہلو اس کا کتاب مکنون ہونا ہے۔ کتاب مبین ہونے کی ابتداء میں قرآنِ عظیم کا یہ پہلو جو پہلی مرتبہ نوعِ انسانی کو نظر آیا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی اور لسانی تفسیر کے ساتھ ہے۔ یعنی آپؐ کی زندگی قرآنِ کریم کی عملی تفسیر تھی۔ اور آپؐ کے ارشادات قرآن کریم کی لسانی تفسیر تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کی وضاحت کی۔ اور ہم اس مسئلہ کو سمجھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد تفسیر قرآن ہے۔ وہ قرآن پر کوئی اضافہ نہیں کیونکہ اگر اس کو اضافہ سمجھا جائے تو قرآن کریم کو نعوذ باللہ اس حد تک ناقص سمجھا جائے گا۔ حالانکہ قرآنِ عظیم میں کوئی نقص اور خامی اور کمی نہیں ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

قرآن پر عمل اور آپ کے ارشادات قرآن کریم کی تفسیر ہیں ۔ پس پہلا انسان، وہ انسانِ کامل آنحضرت نے اس کامل شریعت اور اللہ تعالیٰ اپنے عمل اور اپنی زبان سے تفسیر کی اور اس کے بطون میں سے بعض کی تفصیلی تفسیر کر دی اور بعض کی اجمالی تفسیر کی جو کئی بطون تک تفسیر کو پہنچنے کے کام آ سکتے تھے ۔ بہرحال جو تفصیلی تفسیر قرآن آپ نے فرمائی اس کے نتیجہ میں قرآن کریم کا کتابِ مبین ہونا دُنیا میں ظاہر ہو گیا ۔ اس کے بعد نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ سے محبت رکھنے کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کے عاجز بندے بننے کے بعد اُمتِ محمدیہ میں لاکھوں ایسے مقرب فرزندانِ اسلام پیدا ہوئے جن کا معلّم ، معلمِ حقیقی تبارک و تعالیٰ خود بنا ۔ اور مطہرین کے اس گروہ نے اپنے اپنے زمانہ میں اس زمانہ کی حاجتوں اور ضرورتوں کے مطابق اللہ تعالیٰ سے قرآنِ عظیم کی تفسیر سیکھی اور اپنے زمانہ کے لوگوں کے سامنے اُسے بیان کیا ۔ اپنے زمانہ کے جو نئے اعتراضات اسلام اور قرآنِ عظیم پر پڑ رہے تھے ان کا رد کیا ۔ اور اُنہیں غلط ثابت کیا ۔ لیکن کتابِ مُبین کی ابتداء نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی اور آپ کے ارشادات اور آپ نے جس طرح قرآنِ عظیم کی تفسیر بیان کی اس سے

قرآنِ عظیم کی ابدی صداقتیں

اور بنیادی حقیقتیں بھی اور بطون بھی تفصیلاً یا اجمالاً دُنیا کے سامنے آ گئے کیونکہ جو مخفی بطون تھے اور قیامت تک جنہوں نے ظاہر ہونا تھا ان کی طرف بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجمالی اشارے کئے ۔ اس وقت میں اس مضمون کی طرف توجہ نہیں دوں گا ۔

جس طرح کتاب پڑھنے والا ہر صفحہ پڑھنے کے بعد کتاب کا صفحہ اُلٹاتا ہے اسی طرح ہر زمانہ کے مطہرین نے زمانہ کے بدلتے ہوئے حالات کے لحاظ سے قرآن عظیم کے نئے بطون کو سیکھا اور سیکھنے کے بعد اللہ تعالےٰ سے علم حاصل کر کے حاجتِ زمانہ کے مطابق نئی تفسیر قرآن دُنیا کے سامنے پیش کی ۔ جو نئے اسرار و بطونِ قرآنی کے ظہور کے بعد کتاب مبین کا حصہ بن گئی ۔ بدلتے ہوئے زمانہ کے ساتھ ظاہر ہو جانے والے

رموز و اسرارِ قرآنی

جو مبین اور کھلے کھلے علومِ قرآنی ہیں ۔ ان کی بھی دو وجوہات کی بناء پر آج ضرورت ہے ۔ ایک اس لئے کہ ماضی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن کریم کے وہ معانی اور اسرار اور معارف اور حقائق کے حصے جو ماضی کی ضرورتوں اور حاجتوں کو پورا کرنے کے لئے اور جو ماضی کے اعتراضات کو رد کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کئے تھے کہ دُنیا کے سامنے پیش کئے جائیں ۔ وہ سارے اعتراضات ایسے نہیں کہ جو قصۂ پارینہ بن گئے ہوں بلکہ ہر آنے والے کو " اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ " بھی کہا گیا کہ اس کی باتیں تو وہی ہیں جو پہلوں نے کہی تھیں ۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ ان باتوں پر بھی وہی اعتراضات ہیں جو پہلوں نے کئے تھے ۔ چونکہ اسلام پر ماضی کے اعتراضات خود کو دُہراتے ہیں اس لئے ان اعتراضات کے جو صحیح اور مُسکت جوابات ہیں جو کتاب مبین کا حصہ ہیں اُنہیں بھی ہمیں دُہرانا پڑتا ہے ۔

پس کتاب مبین کی آج بھی ضرورت ہے ۔ یعنی وہ صحیح اور حقیقی تفسیرِ قرآنی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم سے پہلوں نے کی ۔ اُس کی آج بھی ہمیں ضرورت ہے ۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی اور لسانی تفسیر کی ہر آن ضرورت ہے ۔ ہمارا بیان بعد میں آنے والی مطہرین کی جماعتوں سے تعلق رکھتا ہے) اس لئے کہ تفسیر کے جس حصہ کا تعلق ماضی کے اعتراضات کو دُور کرنے کے ساتھ ہے ۔ جب وہ اعتراضات آج بھی دُہرائے جاتے ہیں اور جس حد تک وہ اعتراضات اب بھی دُہرائے جاتے ہیں اُس حد تک کتاب مبین میں جو اُن اعتراضات کے مُسکت جوابات ہمیں ملتے ہیں وہ ہمیں یاد ہونے چاہئیں ۔

پس ایک تو

قرآن سیکھنا اور سکھانا

آنحضرت صلعم کی بیان فرمودہ ابدی صداقتوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اسی طرح اس کا تعلق کتاب مبین کے اس حصہ کے ساتھ ہے جو اعتراضات کو رفع کرنے والا ہے ۔ اور پہلوں نے اللہ تعالےٰ سے سیکھا ۔ اور جس کی آج بھی ہمیں ضرورت ہے ۔

دوسرے نئے معارفِ قرآنی نئی ضرورتوں کو پُورا کرنے اور نئے مسائل کو حل کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے سکھائے گئے ۔ جو مسائل اور اُلجھنیں مثلاً آج سے ہزار سال پہلوں کی تھیں وہ مسائل یا اُن میں کچھ کا تعلق آج سے بھی ہے ۔ یعنی مسائل بالکل ہی بدل نہیں جاتے ۔ بہت سے مسائل انسانی زندگی کے ایسے ہیں جو اپنے آپ کو دُہراتے ہیں ۔ جو اصرار کرتے ہیں اس بات پر کہ ہم بار بار آئیں گے ۔ اور تمہارے لئے اُلجھنیں پیدا کریں گے ۔ ان بار بار اُلجھنیں پیدا کرنے والے مسائل کا حل پہلوں کو سکھا دیا گیا ۔ کیونکہ ماضی سے اس کا تعلق ہے ۔ اور جو ان مسائل کو حل کرنے کے لئے معارف اور حقائق اور اسرارِ قرآنی پہلوں کو بتائے گئے تھے آج اُن کی ضرورت باقی ہے ۔ اس سے ہم غنی اور بے نیاز نہیں بن جاتے ۔ پس کتابِ مُبین کا حصہ بھی ایسا نہیں جس کی ہمیں ضرورت نہ ہو بلکہ ان

دو وجوہ کی بنا پر

ہمیں آج بھی ان کی ضرورت ہے ۔ ایک اس لئے کہ آج سے ہزار سال پہلے جو اعتراضات اسلام پر کئے گئے تھے ۔ اُن میں سے بہت سے اعتراضات اسلام پر آج بھی کئے جاتے ہیں ۔ پس اُن کے جوابات پہلے بزرگوں کو خدا تعالیٰ نے سکھائے اور کتاب مُبین میں وہ موجُود ہیں ۔ ہمیں ان کی بھی ضرورت ہے ۔ اس لئے ہمیں کتاب مُبین کو بھی پڑھنا چاہیئے ۔ اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے ۔ پھر آج سے پانچ سو سال پہلے یا ہزار سال پہلے نوعِ انسانی کو ۔ یا نوعِ انسانی کے بعض حصّوں کو جن مشکلات اور اُلجھنوں کا سامنا تھا آج بھی نوعِ انسانی کے بعض گروہوں کو بعض قوموں کو بعض مقامات پر اُس قسم کے بعض مسائل اور اُلجھنوں کا سامنا ہے اور قرآن کریم نے ان مسائل کو حل کرنے کے لئے اور اُلجھنوں کو دُور کرنے کے لئے ہم سے پہلے بزرگوں کو قرآن کریم کی تعلیم بتا دی تھی کہ

قرآن کریم کی تعلیم اور ہدایت

ان مسائل و ان اُلجھنوں میں ان کی [illegible] اور ان میں نوعِ انسان کا فائدہ ہے ۔ اس لحاظ سے بھی کتابِ مُبین کا جاننا ہمارے لئے ضروری ہے ۔

دوسرا پہلو قرآنِ عظیم کا اس کا کتابِ مکنون ہونا ہے ۔ یعنی وہ باتیں ہمارے جو قرآنِ عظیم کتاب عظیم اور اس کامل اور مکمل شریعت میں پائے جاتے ہیں ۔ وہ بطون ہر نئے زمانے میں نئے زمانے کے نئے اعتراضات کو دُور کرنے کے لئے موجود ہیں ۔ اور نئے زمانہ کی نئی اُلجھنوں کو سلجھانے کے لئے اس کے اندر تعلیم موجُود ہے ۔ اور اس کے متعلق قرآنِ عظیم نے نوعِ انسانی کے سامنے یہ اعلان کیا کہ یہ کتاب مکنون میں پوشیدہ ہیں اسرار ہیں ۔

لَا يَمَسُّهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے مطہر بندوں کے جن کا معلّم معلِّمِ حقیقی خود بن جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ خود اُن کو علومِ قرآنی سکھاتا اور نئے زمانہ کی دونوں ضرورتوں (نئے اعتراضات کا دُور کرنا اور نئی اُلجھنوں کا سُلجھانا) کو پُورا کرتا ہے ۔ اس پہلو سے چار باتیں بنیادی طور پر ہمارے سامنے آتی ہیں ۔ اور چوتھی کا آج کے زمانہ سے تعلق ہے ۔

انسانی زندگی ایک جگہ ٹھہری ہوئی نہیں ۔ اس میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے ۔ اور جُوں جُوں انسان کے اندر تبدیلی ہر لحاظ سے پیدا ہوتی ہے اس کے ایک پہلو کو ہم لے لیتے ہیں ۔ یعنی علم انسانی میں وسعت اور رفعت کی طرف

ایک مسلسل حرکت

حصولِ علم کی جو حرکت ہے اس میں بھی تبدیلی پیدا ہوتی ہے ۔ ایک ہی جگہ تو انسان نہیں کھڑا رہا ۔ علمی میدان میں جس جگہ وہ آج سے پچاس سال پہلے کھڑا تھا ۔ اس جگہ آج بھی نہیں کھڑا ہوا ۔ علمی میدان میں انسان ہمیں اس جگہ بھی کھڑا نظر نہیں آتا جہاں وہ ایک سال پہلے کھڑا تھا ۔ علمی میدان میں انسان ہمیں اس جگہ بھی کھڑا نظر نہیں آتا ۔ جہاں وہ ایک مہینہ پہلے تھا ۔ علمی میدان میں انسان بعض لحاظ سے ہمیں اُس جگہ کھڑا ہوا بھی نظر نہیں آتا جہاں کل وہ کھڑا تھا ۔ ایک حرکت ہے جس میں تسلسل پایا جاتا ہے علمی تحقیق ہے ۔ کہیں تحقیق ہو رہی ہے ۔ کہیں اس کے نتائج نکل رہے ہیں ۔ اور جو سائنسدان اور عالم ہیں ان سب کا تعلق اسلام سے تو نہیں ۔ ان سب کو اسلام سے پیار تو نہیں ۔ ایسے بھی ہیں جو دہریت سے پیار کرتے ہیں ۔ ایسے بھی ہیں جو مشرک ہیں ۔ ایسے بھی ہیں جو عیسائیت سے پیار کرتے ہیں ۔ ایسے بھی ہیں جو یہودیت سے پیار کرنے والے ہیں ۔ جو یورپ سے پیار کرنے والے ہیں ۔ ایسے بھی ہیں جو امریکہ سے پیار کرنے والے ہیں ۔ ایسے بھی ہیں جو ہندوستان سے پیار کرنے والے ہیں ۔ جو جاپان اور چین اور جو دوسرے جزائر ہیں اُن سے پیار کرنے والے ہیں ۔ اور اُن مختلف ممالک کے حالات چونکہ مختلف ہیں اور اُن لوگوں کا پیار کا تعلق اسلام سے نہیں اس لئے اپنی

علمی تحقیق کے دوران

بعض ایسے خیالات ان کے ذہن میں اُبھرتے ہیں جو وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام پر کاری ضرب لگانے والے ہیں۔ اور وہ اس قسم کے اعتراضات کر دیتے ہیں۔ یا غیر مذاہب کے جو عالم ہیں پنڈت ہیں پادری ہیں۔ یہودی علماء ہیں وہ نئی تحقیقات کے نتیجہ میں نئے اعتراضات اسلام پر کرتے ہیں۔ مثلاً جب آج سے تیس ۳۰ چالیس سال میں بعض سائنسدانوں کو شہد کی مکھی اور اس کے حالات شہد وغیرہ کے متعلق دلچسپی پیدا ہوئی۔ انہوں نے تحقیق کرنی شروع کی وہ تحقیق جب کی گئی تو ایک وقت میں انہوں نے کہا کہ مکھی پھول سے رس لیتی ہے۔ یعنی شہد جس چیز سے بنتا ہے۔ اس وقت اس کا قوام نہیں ہوتا پھول کے اندر ایک پانی کا قطرہ یا قطرہ کا کچھ حصہ ہوتا ہے۔ اس کے اندر مٹھاس بھی ہوتی ہے۔ اور خوشبو بھی۔ اس کو انگریزی میں (Nectar) نیکٹر کہتے ہیں پادریوں کے پاس جب یہ علمی تحقیق آئی۔ تو انہوں نے کہا کہ قرآن تو کہتا تھا کہ شہد کی مکھی میں سے شہد نکلتا ہے۔

يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ

کہ ان کے اندر سے شہد نکلتا ہے۔ اب تحقیق نے تو یہ ثابت کر دیا کہ پھولوں کے Nector سے یہ شہد کی مکھی شہد بناتی ہے۔ نئے علم نے ایک نیا اعتراض پیدا کر دیا۔ اور اللہ تعالٰے کا قادرانہ تصرف ہے کبھی وہ سائنسدانوں کو سائنسدانوں سے ہی جواب دلواتا ہے۔ اور مزید تحقیق سے انہیں جواب مل جاتا ہے۔ اور وہ تحقیق ہمارے حق میں مفید ہوتی ہے۔ ہمیں خدا تعالٰی نے عقل دی ہم نے بھی سوچا اور پڑھا۔ اور ان ہی سائنسدانوں نے چند سال کے بعد یہ کہا کہ شہد کی مکھی تقریباً ۵۰ فی صد اپنے جسم کے (Glands) غدود میں سے (Secretion) سیکریشن (یعنی غدود کا رس) نکال کر شہد کے اندر ملاتی ہے۔ پھر انہوں نے یہ کہا کہ جو باہر سے خادم مکھی نیکٹر (Nector) کا ذرا سا جُزو لے کر آتی ہے تو

چھتّے میں رہنے والی مکھّیاں

زبان باہر نکالتی ہیں۔ تو خادم مکھیاں اس کے اوپر رکھ دیتی ہیں۔ اور چھتے میں رہنے والی مکھی زبان کو نکالنے اور اندر لے جانے کی حرکت ہزاروں ہزار مرتبہ کرتی ہے۔ اور اس طرح پانی کو خشک کر کے شہد کو قوام کی شکل دیتی ہے۔ وہ بھی اس کے منہ میں سے نکلا ہے۔ یعنی جو منہ کے اندر گیا اس کی شکل اور تھی۔ اور جو منہ میں سے نکلا اس کی شکل اور تھی ....جو منہ میں گیا وہ پانی سے مشابہ تھا۔ اور جو باہر نکلا اس کی شکل زیادہ تر شیرے سے ملتی ہے۔ دو مختلف شکلیں ہوئیں اور پھر قریباً ۵۰ فی صد اپنے جسم کے حصے ملا دیئے۔ اب یہ نئی تحقیق نے علم دیا۔ جو اسلام سے پیار کرنے والے اور جن کو اللہ تعالٰے نے نور ایمان دیا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا تمہارا اعتراض غلط ہے۔ کیونکہ اصل کیفیت یہ ہے کہ جس چیز پر تم اعتراض کر رہے ہو۔ وہ حقیقت شے نہیں۔ بلکہ حقیقت شے کا نصف ہے جب دو کو ملا دو گے اس کو پورا کر دو گے۔ تو اعتراض خود ہی ساقط ہو جائے گا۔

پس چونکہ انسانی زندگی میں ایک حرکت ہے۔ وہ ایک جگہ نہیں ٹھہری ہوئی۔ زمانہ کروٹ لیتا ہے۔ اور زمانہ جدید بن جاتا ہے۔ حال ماضی بن جاتا ہے اور جو مستقبل ہے، وہ حال کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور ایک جدید زمانہ بن جاتا ہے۔ اور ان

انقلابات کے نتیجہ میں

بہت سے خیالات میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اور جو مخالف حرکت ہے وہ اسلام پر نئے اعتراضات پیدا کرتی ہے جب ہر زمانہ اسلام پر نئے اعتراضات کرتا چلا آیا ہے اور کرتا چلا جائے گا۔ تو ضروری ہوا کہ قرآن کریم کے وہ بطون جو پہلوں پر (ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے) مخفی تھے آج جب امت مسلمہ کو ان کی ضرورت پڑ گئی ظاہر ہو جائیں۔ اور اللہ تعالٰے سے نئے معارف اور حقائق کا علم حاصل کرنے والے پیدا

ہوں۔ اور اس طرح نئے اعتراضات کا رد کریں۔ دوسرے اس مسلسل تبدیلی جسے ہم انقلابی ریوولیوشن ..... (Revolution) نہیں۔ انقلاب اور ریوولیوشن کو آپس میں گڈمڈ نہیں کرنا چاہیئے۔ ہم انقلاب کو صرف ریوولیوشن (Revolution) کے معنوں میں استعمال نہیں کرتے۔ بنیادی تبدیلی حالات میں جب پیدا ہوئی، تو نئے مسائل پیدا ہو گئے۔ مثلاً جب صنعت ابھی پوری طرح عروج پر نہیں پہنچی تھی۔ اس میں پوری وسعت پیدا نہیں ہوئی تھی ابھی مزدور اکٹھا نہیں ہوا تھا۔ غریب مزدور بکھرا ہوا تھا۔ لیکن جب صنعت نے ترقی کی۔ کارخانے لگے تو مزدور اکٹھے ہو گئے۔ پہلے ایسا نہیں تھا۔ اب اکٹھے ہو گئے اور ایک نئی حالت پیدا ہو گئی۔ جب نئی چیز پیدا ہوئی تو نئے مسائل پیدا ہوئے۔ جب نئے مسائل پیدا ہوئے۔ تو ان کا حل ضروری ہو گیا اتنا ضروری کہ جب انسان لاچار ہوا تو وہ کبھی اشتراکی بنا کبھی دہریہ بنا۔ کبھی عیسائی بنا کبھی عیسائیت کو چھوڑنے والا بنا۔ کبھی غافلانہ اندھیروں میں رہتے ہوتے بھی خدا کی طرف جھک کر اس نے حل کے تلاش کی کوشش کی تو کبھی خدا سے دور ہو کر اسلام سے باہر اس نئے مسئلہ کے حل کی کوشش کی اور ناکام ہوا۔ اس وقت اللہ تعالٰے نے اپنے مطہر بندوں میں سے کچھ کو زندگی کے نئے مسائل کے حل کیلئے علوم سکھائے مثلاً میں نے بھی بعض اشتراکیوں کو کہا کہ تم غریب سے پیار کرنے والے نہیں۔ کیونکہ اسلام اس حل سے جو تم پیش کرتے ہو کہیں زیادہ اچھا حل پیش کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو امت محمدیہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے عاشق ہیں ان کے طفیل ہم نے قرآن کریم کے نئے معانی حاصل کئے۔ اور اللہ تعالٰے کے فضلوں کو پایا۔ اور جو نئے مسائل نوع انسانی کو درپیش تھے۔ انکا حل اتنا اچھا اتنا پیارا کہ دنیا سوائے اثبات میں سر ہلانے کے اور کچھ کر نہیں سکتی۔ میں نے پہلے بھی بتایا کہ یورپ کے حالیہ دورہ میں میں نے چار جگہ پر پریس کانفرنس بلا کر ان کو بتایا کہ میں اسلام کی یہ تعلیم تمہارے سامنے پیش کرنے آیا ہوں۔ اور کسی نے بھی نہ نہیں کی۔ سب نے کہا کہ یہ تعلیم بہت اچھی ہے۔ اور میں نے تحدی سے یہ کہا کہ اشتراکیت وغیرہ وغیرہ مکاتیب فکر یہ تعلیم پیش نہیں کر سکتے تھے۔ صرف خدا تعالٰے ہی ہے جو اس قسم کی اعلیٰ تعلیم انسان کی بہبودی کے لئے دے سکتا ہے۔ پس نئے مسائل چونکہ زمانہ کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالٰے اپنے مطہر بندوں میں سے بعض کو ان مسائل کے حل کرنے کے لئے

قرآن کریم کے نئے معانی

سکھاتا ہے۔ اور ان نئے معانی کا تعلق کتاب مکنون سے ہے۔ وہ حق لیتے ہیں اور کتاب مکنون کے یہ حصے کتاب مبین کا حصہ بن جاتے ہیں۔ یہ بات کہ زمانہ بدل رہا ہے۔ اور اسلام پر آج تک نئے اعتراضات پڑتے چلے آئے ہیں۔ اور نوع انسان کو نئے مسائل درپیش آتے ہیں۔ یہ اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ وہ کتاب جس کا دعویٰ خاتم الکتب ہونے کا ہے اور جس نے دنیا میں یہ اعلان کیا کہ میں قیامت تک کے نئے غیر مبدل ہوں اور تمام حقائق زندگی اور حقائق زندگی میں جو اندھیرے اور سائے نظر آئیں ان میں روشنی پیدا کرنے کے سامان میرے اندر ہیں پس خاتم الکتب کے لئے یہ ضروری تھا کہ ہر زمانہ میں اس کے

مخفی حقائق اور معارف

مطہرین کے گروہ کو سکھائے جاتے اور دنیا کے سامنے وہ ان کو پیش کرتے۔ پس ایک تو نئے اعتراضات کا رد کرنے کے لئے اور دوسرے نئے مسائل کے حل تلاش کرنے کے لئے نوع انسانی کو جو ضرورت تھی وہ ضرورت پورا کرنے کی خاطر مطہرین کو اللہ تعالٰی خود معلم بن کر قرآن کریم کے نئے معارف سکھاتا۔ اور اس کے بطون میں سے کچھ الہام ظاہر کرتا ہے تاکہ زمانہ جدید کے مسائل حل ہو سکیں۔

اور تیسری بات ہمارے سامنے یہ آتی ہے کہ قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ

ہمیشہ کے لئے ہدایت و شریعت

ہے۔ ایک ایسی حقیقت ہے جو ابدی ہے ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ کے لئے ہے۔ یعنی پہلی صداقتوں کو اس نے اپنے اندر لے لیا اس لحاظ سے پہلی ہدایتوں اور شریعتوں سے اس کا تعلق قائم ہو گیا۔ اور ہمیشہ کے لئے جن ہدایات کی ضرورت تھی۔ وہ اس میں پائی جاتی ہیں۔ دراصل یہ دعویٰ اس بات کے مترادف ہے کہ خدا تعالےٰ کی "صنعت" کی صفات بھی غیر محدود ہیں۔ ہر چیز میں اس کی

غیر محدود صفات

نظر آتی ہیں کیونکہ حی و قیوم خدا سے ان کا گہرا تعلق ہے۔ یہ صنعت خواہ Galaxy کہکشاں کی شکل میں لیں یعنی وہ بے شمار ستاروں کا مجموعہ جو ایک خاندان کی حیثیت سے بحیثیت مجموعی ایک جہت کی طرف حرکت کر رہا ہے اس طرح کی بے شمار کہکشائیں پائی جاتی ہیں۔ ایک بڑا یونٹ میں نے لے لیا ہے۔ ہمارے علم کے لحاظ سے خدا تعالےٰ کی صنعت کا ایک بہت بڑا وجود کہکشاں کی صورت میں ہے اس کو لیں یا کیڑے کے ایک پاؤں کو لیں۔ جو ایک چھوٹی سی چیز ہے۔ خدا کی مخلوق میں سے بڑی سے بڑی چیز لیں۔ یا بظاہر چھوٹی سے چھوٹی چیز لیں۔ کسی کو بھی لیں جو چیز خدا تعالےٰ کے دست قدرت سے وجود پذیر ہوئی ہے اس کے اندر غیر محدود صفات پائی جاتی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ اور آج کا انسان یہ ماننے پر مجبور ہے کہ

خُدا تعالیٰ کی خلق اور صنعت

میں غیر محدود صفات پائی جاتی ہیں مثلاً میں جب اس دورہ میں تھا تو ایک دن مجھے ڈاکٹر سلام صاحب کہنے لگے کہ اس وقت ساری دنیا اس بات پر متفق تھی کہ اس عالمین (Universe) کی بعض چیزوں میں صرف ایک اصول چلتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ توفیق دی ہے اور میں ایک نئے نظریہ (Theory) پر عمل کر رہا ہوں جو اس ... دے دے پس سائنسدان آج ایک چیز پر اکٹھے ہو کر کہتے ہیں کہ بس یہی حقیقت ہے اور کل اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اپنے کسی بندہ کو اس چیز کی کسی اور صفت کی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور انسان کو پتہ لگتا ہے کہ

انسان کی عقلِ ناقص

کا یہ دعویٰ کہ کامل قدرت کے ہاتھ نے جو پیدا کیا میں نے اس کی تمام صفات کا احاطہ کر لیا ہے یہ بیوقوفی ہے تو جب ایک مکھی یا ایک کیڑے کے پاؤں میں پائی جانے والی صفات کا انسان احاطہ نہیں کر سکتا۔ تو اس کے ساتھ ہی کسی مسلمان کا یہ کہہ دینا کہ خدا تعالےٰ کا جو کلام ہے اس کے بطون کا ہم احاطہ کر سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ حماقت کی ہمارے نزدیک کوئی بات نہیں۔ جس طرح خدا تعالےٰ کی خلق میں ہر ایک چیز کی صفات غیر محدود ہیں اسی طرح قرآن کریم جس نے قیامت تک نوع انسانی کا رہبر بننا ہے۔ اس کے معانی بھی غیر محدود بطون و اسرار کے حامل ہیں

ایک تیسری بات ہمیں کتاب مکنون کے مضمون سے یہ پتہ لگی کہ اگر ہم قرآن عظیم کو کتاب مکنون تسلیم نہ کریں اور یہ سمجھیں کہ اس میں جو کچھ تھا۔ اور معارف جو اس میں تھے۔ اور حقائق جو اس میں تھے اور رموز و اسرار روحانی جو اس میں تھے۔ وہ سارے کے سارے پہلوں کے علم میں آ گئے۔ اور آگے کوئی سی چیز باقی نہیں رہی تو ہمارا یہ تسلیم کرنا ... مسلمان کے مترادف ہو گا کہ ہم قرآن عظیم کو خدا تعالےٰ کا کلام نہیں سمجھتے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک مکھی کی صفات کا کوئی انسانی علم احاطہ نہیں کر سکتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی

ایک عظیم اور کامل اور مکمل شریعت

کے علوم اور اس کے بطون پر انسانی عقل احاطہ کر سکتی ہے۔ یا اس کا علم اپنے دائرہ میں اسے لے سکتا ہے۔ پس اس کا خدا تعالےٰ کے ایک کامل اور مکمل کلام ہونے کے نتیجہ میں ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ قرآن کریم میں ہر زمانہ میں نئے نئے بطون ظاہر ہوتے رہیں گے اور قیامت تک قرآن کریم کے نئے علوم دنیا کے سامنے ظاہر ہوتے رہیں گے۔ اگر ایسا نہیں سمجھو گے تو خدا پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر اعتراض کرنے والے ٹھہرو گے۔

پس قرآن عظیم غیر محدود معارف اور غیر محدود روحانی اسرار کا خزانہ ہے۔ اگر یہ خدا کا کلام ہے تو یہ بات ہمیں تسلیم کرنا پڑے گی۔ اور جب غیر محدود معارف کا خزانہ ہے۔ تو ہر زمانہ میں اس کے نئے سے نئے بطون ظاہر ہو کر کتابِ مبین کا ورق الٹ گے۔ اور کتاب مبین کا حصہ بنتے چلے جائیں گے۔

اور چوتھی چیز اس "خیر" کے متعلق اصل میں میں بتا رہا ہوں کہ خیر امت جو ہمیں کہا گیا۔ تو اس خیر امت کی اور بہت سی صفات بیان کی گئی ہیں بعض جگہ لفظِ خیر کو استعمال کر کے۔ بعض جگہ خیر کے معنی کو استعمال کر کے دو بنیادی چیزیں ان دو خطبوں میں میں بیان کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ایک میں نے بیان کی تھی کہ "قوی" ہونا۔ یعنی اُمتِ مسلمہ کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہونا چاہیئے کیونکہ

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اسوہ

یہ بتاتا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم یہ کہتی ہے کہ غیر اللہ کے سامنے ہم نے ہاتھ نہیں پھیلانا۔ اور جب امت مسلمہ میں اس کی شان کے مطابق یہ صفت پیدا نہیں ہو جاتی۔ اس وقت تک اسلام کی طرف انسان منسوب تو ہو سکتا ہے لیکن اسلام کی عظمت میں انسان حصہ دار نہیں بن سکتا۔

اور دوسرے "خیر" کا بنیادی اصل جو ہمیں بتایا گیا ہے۔ وہ ہے قرآن کریم کو سیکھنا۔ یہ صفت ایسی ہے جو امت مسلمہ کو "کنتم خیر امة" بناتی ہے۔ یعنی خیر امت ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ ایک ایسی امت ہے جو قرآن کریم میں سے کتاب مبین کو بھی اور کتاب مکنون کو بھی سیکھتی ہے۔ اور محفوظ رکھتی ہے۔ اور اپنے نمونہ اور خدا داد فراست کے ذریعہ یا اگر اللہ تعالےٰ فضل کرے تو اس سے سیکھی ہوئی تعلیم کے ذریعہ دنیا تک قرآن کریم کے نئے سے نئے علوم پہنچاتی رہتی ہے۔ پس یہ "خیر امة" امت مسلمہ کی

ایک بُنیادی صفت

ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جاتا۔ اگر خدا کی نگاہ میں خیر امت بننا ہے تو ایسا بننا ہو گا۔

پھر چوتھی چیز یہ ہے کہ ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ چونکہ مطہرین کے علاوہ کسی پر بطون و اسرارِ قرآن ظاہر نہیں ہونے تھے اس لئے شروع سے لے کر آج تک امت مسلمہ میں مطہرین کا گروہ پیدا ہوتا رہا۔ ان کے ساتھ بعض علماء ظاہر نے جو کچھ کیا۔ اس کو دہرانے کی مجھے ضرورت نہیں لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی قوّتِ قدسیہ

کے نتیجہ میں امت مسلمہ میں ہر صدی میں لاکھوں کی تعداد میں وہ مطہرین کا گروہ پیدا ہوتا رہا۔ جس نے قرآن کریم کی حقیقت کو پہچانا۔ اور صحیح رموز قرآن انہوں نے کتاب مبین سے بھی حاصل کئے۔ اور کتاب مکنون کے جو حصے دنیا کے سامنے پیش کرتے تھے۔ وہ بھی اپنے رب سے سیکھے

اور اب ہم اس زمانہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ جس زمانہ کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا تھا کہ اسلام کی حق و صداقت کی شیطانی قوتوں سے آخری جنگ ہوگی۔ اور آپ تاریخ انسانی پر نظر ڈالیں۔ مذہب پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل اور مذہب اسلام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اتنے حملے اس کثرت کے ساتھ اس شرارت کے ساتھ۔ اس قسم کے دجل کے ساتھ اور ظاہر میں ملمع چڑھا کر اس قسم کے مؤثر بنا کر اعتراضات نہیں ہوئے جتنے آج ہو رہے ہیں۔ دشمن کا حملہ کتاب مبین سے تعلق رکھنے والا بھی ہے۔ یعنی جو پہلے اعتراضات ہیں۔ وہ بھی دہرائے جا رہے ہیں اور نئی روشنی میں بدلے ہوئے نئے حالات میں نئے اعتراضات بھی کئے جا رہے ہیں۔ اتنا زبردست حملہ اسلام پر ہے کہ اس سے قبل کے زمانہ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ نہ مستقبل میں اس قدر شدید حملہ کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ حملہ اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔ اتنا شدید حملہ کہ

بعثتِ مہدی علیہ السّلام

سے چند سال قبل ہندوستان کے پادریوں نے یہ اعلان کیا کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے۔ اور "خداوند یسوع مسیح" کی ایسی برکتیں اس ملک ہند میں پھیلنے والی ہیں کہ اس ملک میں اگر کسی کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ مسلمان کا چہرہ دیکھ سکے تو اس کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکے گی۔ کیونکہ ایک بھی مسلمان نہیں رہے گا۔ یہ شدت تھی اس حملہ میں پھر ہندوستان سے باہر والوں نے یہاں تک اعلان کیا کہ خانہ کعبہ پر (نعوذ باللہ) خداوند یسوع مسیح کا جھنڈا لہرائے گا۔ اس قسم کے شدید حملے تھے۔ ان حملوں کی شدت بتا رہی تھی۔ کہ پیشگوئی میں جو یہ بتایا گیا تھا۔ کہ اس آخری جنگ کو فاتح کی حیثیت میں امت محمدیہ کا جرنیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فرزند جو دنیا میں بھیجا جائے گا۔ وہ مہدی اور مسیح کے لقب سے آئے گا۔ اسلام پر حملے بتا رہے ہیں کہ مسیح و مہدی کی ضرورت ہے۔ اسلام پر اتنا شدید حملہ ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہا کہ میں نے

تین ہزار نئے اعتراضات

عیسائیوں کی طرف اسلام پر کئے جانے والے جمع کئے ہیں۔ پھر آپ نے کہیں اعتراض کا ذکر کر کے اور کہیں ذکر کئے بغیر اسلام کی تعلیم اس طرح پیش کی کہ وہ اعتراض دور کرتی چلی گئی۔ بہر حال میں اس وقت یہاں اپنے مضمون کے سلسلہ میں یہ بتا رہا ہوں کہ اتنا شدید حملہ اسلام پر جو ہو رہا تھا وہ پکار رہا تھا اور آسمان و زمین پکار رہی تھی۔ کہ اگر اسلام نے دنیا میں قائم رہنا ہے۔ تو مہدی کو اس وقت ہی آنا چاہیئے۔ پھر خدا تعالےٰ جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارتیں دی تھیں۔ جو اپنے وعدوں کا پکا اور سچا ہے اور متصرفانہ قدرتوں کا مالک ہے اس نے مہدی علیہ السلام کو بھیج دیا۔ مہدی اور مسیح علیہ السلام آگئے۔ اور یہ جو بپھری ہوئی طوفانی موجوں کی طرح عیسائی پادری اسلام پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ کہاں گئیں وہ موجیں اور کہاں گئیں ان کی شوخیاں؟ وہ پیچھے ہٹے اور پسپا ہو گئے۔ لیکن بہتوں کو ابھی یہ چیز نظر نہیں آ رہی کیونکہ ابھی وہ آخری فتح مہدی کو اور آپ کی فوج کو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو حاصل نہیں ہوئی۔ جو مقدر ہے جس کے نتیجہ میں اسلام کرۂ ارض کو اپنی لپیٹ میں لینے والا ہے اور ساری دنیا میں پھیل جانے والا ہے۔ وہ مہدی علیہ السلام آیا اور جس قسم کے شدید حملے ہو رہے تھے اس نسبت کے ساتھ بڑی تعداد میں بڑی گہرائیوں اور بڑی رفعتوں والے بطون قرآنی آپ نے دنیا کے سامنے پیش کئے مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک عیسائی نے یہ سوال کیا کہ جب آپ کے نزدیک توراۃ بھی خدا تعالےٰ کی الہامی کتاب ہے۔ اس الہامی کتاب کے بعد قرآن کریم کی کیا ضرورت تھی؟ اس کا جواب آپ نے بڑے لطیف رنگ میں دیا۔ جس

مختصراً اس وقت اپنے الفاظ میں بیان کروں گا۔ آپ نے فرمایا تم مجھ سے یہ پوچھتے ہو کہ توراۃ کے ہوتے ہوئے قرآن عظیم کی کیا ضرورت ہے اور میں تمہیں یہ بتاتا ہوں کہ قرآن عظیم اپنی پوری تفصیل اور شان کے ساتھ

آخری کامل اور مکمل ہدایت و شریعت

ہے۔ اس کے شروع میں قرآن کریم کا ایک خلاصہ سورت فاتحہ کی شکل میں جو چھوٹی سی سورت ہے۔ اور صرف سات آیات پر مشتمل ہے۔ سورۃ فاتحہ میں جو رموز و اسرار روحانی بیان ہوئے ہیں اگر تم اپنی توراۃ کی ساری کتابوں میں سے وہ نکال دو تو ہم سمجھیں گے کہ تمہارے پاس کچھ ہے۔ لیکن اگر تم قرآن کریم کی ابتدائی سورت کی سات آیات کے معانی، روحانی خزائن جو اس میں بیان ہوئے ہیں تورات میں سے نہ نکال سکو تو تمہارے منہ سے یہ سوال نہیں سجتا کہ پھر قرآن کریم کی ضرورت کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پھر سورت فاتحہ کی تفسیر لکھی اور مختلف پہلوؤں سے لکھی اور مختلف کتب میں لکھی۔ اب وہ تفسیر جس کے متعلق یہ چیلنج تھا کہ اپنی ساری تورات میں سے اس کے معانی کے برابر بھی نکال دو۔ تو سمجھیں گے کہ تمہارے ہاتھ میں کچھ ہے۔ جو چیلنج انہیں منظور نہیں ہوا۔ اتنی زبردست جو تفسیر لکھی گئی۔ تو وہ سارے بطون قرآن تھے۔ جو ظاہر ہوئے کیونکہ جو اعتراضات آج کی عیسائی دنیا کر رہی تھی۔ وہ پرانے نہیں تھے یا ان میں سے اکثر پرانے نہیں تھے۔ جو پرانے تھے ان کے تو جواب پہلے آ چکے تھے۔

سورۃ فاتحہ کی وہ تفسیر اتنی عظیم ہے کہ ہمارے بڑے بڑے بزرگ مطالعہ کا شوق رکھنے والے اچھے حافظہ والوں میں سے بھی بعض نے مجھے کہا کہ جب ہم یہ پڑھتے ہیں تو اتنی ٹھوس اور مضامین سے اتنی بھری ہوئی ہے کہ بعض دفعہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا ذہن اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اور اس کو مزید سمجھنے کے لئے آرام ملنا چاہیئے۔ اب جس شخص کو خدا تعالےٰ نے اس آخری زمانہ میں اسلام پر انتہائی حملوں کے وقت میں

اسلام کی مدافعت

اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت کے لئے اس معلم حقیقی نے خود معلم بن کر قرآن کریم کے بے شمار بطون سکھائے آج کوئی کھڑا ہو کر کہے کہ جو معنے اس مہدی نے کئے ہمارے پہلے معانی سے مختلف ہیں اس لئے ہم ان کے اوپر کوئی پابندی لگائیں گے تو اس سے زیادہ شوخی کا اور کوئی کھیل نہیں ہوگا کہ خدا تعالےٰ نے آج اسلام پر اعتراضات کو دور کرنے کے لئے اور اسلام کو اس قابل بنانے کے لئے کہ امت مسلمہ دنیا کے دل کو پیار اور محبت کے ساتھ اور قرآن کریم کی حسین اندرونی تعلیم اور عظیم روشنی کے ساتھ جیتے۔ یہ سوچنا میرے نزدیک بڑی شوخی ہے اور بڑی جہالت اور اندھا پن ہے تمہیں نظر نہیں آ رہا کہ اس دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟ کیا تم اتنے ہی کند ذہن ہو؟ اور کیا ماضی سے اتنا ہی تمہارا تعلق کٹا ہوا ہے کہ تم بھول گئے ان اعلانوں کو جو ایک وقت میں اسلام کے خلاف عیسائیوں نے اور ہندوؤں نے اور آریوں نے اور سب دوسروں نے مل کر کئے تھے۔ ساری دنیا اسلام کو مٹانے کے لئے اکٹھی ہو گئی اور اس وقت جو دنیائے اسلام کہلاتی ہے وہ سوئی ہوئی تھی ان کو تو ان اعتراضوں کا بھی علم نہیں تھا۔ ان ہتھیاروں کا علم نہیں تھا۔ جن سے اسلام پر حملہ ہوا تھا۔ اس وقت ایک شخص تھا۔ جو راتوں کو خدا کے حضور جھک کے اس کی امداد کا طالب ہوتا تھا۔ اور اس کی دی ہوئی مدد سے دن کے اوقات میں وہ دنیا کے سامنے اسلام کے پہلوان کی شکل میں

ایک عظیم جرنیل

کی صورت میں آتا اور اسلام کی مدافعت بھی کرتا اسلام کی خوبیاں بیان کر کے دلوں کو جیتتا تھا۔ وہ اکیلا آج ایک کروڑ کیسے بن گیا۔ خدا کی قدرت کا ہاتھ اس کے ساتھ ہے اور خدا تعالےٰ کے منشاء کے بغیر دنیا کا کوئی منصوبہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ہمیں تو اس بات کی تسلی ہے۔ لیکن تمہیں کس چیز

کی تسلی ہے جو تم ہمارے رستہ میں روک بننا چاہتے ہو؟ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم میں خدا سے لڑنے کی طاقت ہے؟ یا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اسلام تمہاری ہی باتوں سے ان اعتراضات کی یلغار سے بچ جائے گا۔ جن کو نہ اعتراض کی سمجھ نہ اس کی مدافعت کی طاقت اور علم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف جگہ ان باتوں کو کھول کر بیان کیا ہے آپ قرآن کریم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :-

"آخر وہی ہے جو موجب اشراق و روشن ضمیری کا ہو جاتا ہے۔ اور عجیب در عجیب انکشافات کا ذریعہ ٹھہرتا ہے۔ اور ہر ایک کو حسب استعداد معراج ترقی پر پہنچاتا ہے۔ راستبازوں کو قرآن شریف کے انوار کے نیچے چلنے کی ہمیشہ حاجت رہی ہے اور جب کبھی کسی حالت جدیدہ زمانہ نے اسلام کو کسی دوسرے مذہب کے ساتھ ٹکرا دیا ہے۔ تو وہ تیز اور کارگر ہتھیار جو فی الفور کام آیا ہے۔ قرآن کریم ہی ہے۔ ایسا ہی جب کہیں فلسفی خیالات مخالفانہ طور پر شائع ہوتے رہے۔ تو اس خبیث پودہ کی بیخ کنی آخر قرآن کریم نے ہی کی۔ اور اس کو حقیر اور ذلیل کر کے رکھ دیا کہ ناظرین کے سامنے آئینہ رکھ دیا کہ سچا فلسفہ یہ ہے نہ وہ۔ حال کے زمانہ میں بھی جب اوّل عیسائی واعظوں نے سر اُٹھایا۔ اور بدفہم اور نادان لوگوں کو توحید سے کھینچ کر ایک عاجز بندے کا پرستار بنانا چاہا۔ اور اپنے مغشوش طریق کو سوفسطائی طریقوں سے آراستہ کر کے ان کے آگے رکھ دیا اور ایک طوفان ملک ہند میں برپا کر دیا قرآن کریم ہی تھا جس نے انہیں پسپا کیا۔ اب وہ لوگ کسی باخبر آدمی کو منہ بھی نہیں دکھلا سکتے۔ اور ان کے لمبے چوڑے عذرات کو یوں الگ کر کے رکھ دیا۔ جس طرح کوئی کاغذ کا تختہ لپیٹے۔"

پھر آپ فرماتے ہیں :-

"جاننا چاہئے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر ایک اہل زبان پر روشن ہو سکتا ہے۔ وہ غیر محدود معارف و حقائق و علوم حکمیہ قرآنیہ ہیں۔ جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے مطابق کھلتے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں:

"اے بندگانِ خدا! یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف و حقائق کا اعجاز ایسا کامل اعجاز ہے۔ جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے۔ اور ہر ایک زمانہ اپنی نئی حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے۔ یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس کی پوری مدافعت اور پورا الزام اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ اور جس طرح صحیفہ فطرت کے عجائب و غرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے۔ بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ یہی حال ان صحف مطہرہ کا ہے۔ تا خدا تعالیٰ کے قول و فعل میں مطابقت ثابت ہو۔ اور میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں کہ قرآن شریف کے عجائبات اکثر بذریعہ الہام میرے پر کھلتے رہتے ہیں۔ اور اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تفسیروں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ قرآن شریف کے ایک معنی کے ساتھ اگر دوسرے معنی بھی ہوں تو ان دونوں میں کوئی تناقض پیدا نہیں ہوتا۔ اور نہ ہدایت قرآنی میں کوئی نقص عائد حال ہوتا ہے۔ بلکہ ایک نور کے ساتھ دوسرا نور مل کر عظمت قرآن کی روشنی نمایاں طور پر دکھائی دیتی ہے۔ اور چونکہ زمانہ غیر محدود انقلابات کی وجہ سے غیر محدود خیالات کا بالطبع محرک ہے لہٰذا اس کا نئے پیرایہ میں ہو کر جلوہ گر ہونا۔ یا نئے نئے علوم مخفیہ کو ظہور میں لانا۔ ایک ضروری امر اس کے لئے پڑا ہوا ہے۔ اب ان حالات میں ایسی کتاب جو خاتم الکتب ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ اگر زمانہ کے ہر رنگ کے ساتھ مناسب حال اس کا تدارک نہ کرے تو وہ ہرگز خاتم الکتب نہیں ٹھہر سکتی۔ اور اگر اس کتاب میں مخفی طور پر وہ سب سامان موجود ہے۔ جو ہر ایک حالت زمانہ کے لئے درکار ہے۔ تو اس صورت میں ہمیں ماننا پڑے گا۔ کہ قرآن بلا ریب غیر محدود معارف پر مشتمل ہے۔ اور ہر ایک زمانہ کی ضرورت لاحقہ کا کامل طور پر متکفل ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ عادت اللہ ہر ایک کامل ملہم کے ساتھ یہی رہی ہے کہ عجائبات مخفیہ فرقان اس پر ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔" (ازالہ اوہام ص۳۰۵)

پھر آپ فرماتے ہیں:-

"یہی زمانہ ہے کہ جس میں ہزارہا قسم کے اعتراضات اور شبہات پیدا ہو گئے ہیں۔ اور انواع و اقسام کے عقلی حملے اسلام پر کئے گئے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے "وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ" یعنی ہر ایک چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں۔ مگر بقدر معلوم اور بقدر ضرورت ہم ان کو اتارتے ہیں۔ سو جس قدر حقائق و معارف بطون قرآن میں چھپے ہوئے ہیں۔ جو ہر قسم کے ادیان فلسفہ وغیر فلسفہ کو مقہور و مغلوب کرتے ہیں۔ ان کے ظہور کا زمانہ یہی تھا۔ کیونکہ وہ بجز تحریک پیش آمدہ کے ظاہر نہیں ہو سکتے تھے۔ سو اب مخالفانہ حملے جو نئے فلسفہ کی طرف سے ہوئے تو ان معارف کے ظاہر ہونے کا وقت آ گیا۔ اور ممکن نہیں تھا کہ بغیر اس کے کہ وہ معارف ظاہر ہوں اور اسلام تمام ادیان باطلہ پر فتح پا سکے کیونکہ سچی اور حقیقی فتح وہ ہے جو معارف اور حقائق اور کامل صداقتوں کے لشکر کے ساتھ حاصل ہو۔ سو یہ فتح ہے جو اب اسلام کو نصیب ہو رہی ہے۔ بلاشبہ یہ پیشگوئی اس زمانہ کے حق میں ہے اور سلف صالح بھی ایسا سمجھتے آئے ہیں۔ یہ زمانہ بھی درحقیقت ایسا زمانہ ہے جو بالطبع تقاضا کر رہا ہے جو قرآن شریف ان تمام بطون کو ظاہر کرے جو اس کے اندر مخفی چلے آتے ہیں۔ یہ بات ہر ایک فہیم کی جلد ہی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ اللہ جل شانہ کی کوئی مصنوع دقائق و غرائب خواص سے خالی نہیں۔ اگر ایک مکھی کے خواص و عجائبات کی قیامت تک تحقیق و تفتیش کرتے چلے جائیں۔ تو وہ کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ سو اب سوچنا چاہئیے کہ کیا خواص و عجائبات قرآن کریم کے اپنے فضل و انداز میں مکھی جتنے بھی نہیں؟ بلاشبہ وہ عجائبات تمام مخلوقات کے مجموعی عجائبات سے بہت بڑھ کر (کیونکہ تمام کی تمام مادی مخلوقات کے مقابلے میں قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے کلام کی حیثیت میں مقابلہ پر ہے) اور ان کا انکار درحقیقت قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے کا انکار ہے۔ کیونکہ دنیا میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے صادر ہو۔ اور اس میں بے انتہا عجائبات نہ پائے جائیں وہ نکات و حقائق جو معرفت کو زیادہ کرتے ہیں۔ وہ ہمیشہ حسب ضرورت کھلتے رہتے ہیں اور نئے نئے فسادوں کے وقت نئے نئے پر حکمت معانی بمنصہ ظہور آتے رہتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ قرآن کریم بذات خود معجزہ ہے۔ اور بڑی بھاری وجہ اعجاز کی اس میں یہ ہے کہ جامع حقائق غیر متناہیہ ہے۔ مگر بغیر وقت کے وہ ظاہر نہیں ہوتے۔ جیسے جیسے وقت کے مشکلات تقاضا کرتے ہیں۔ وہ معارف خفیہ ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ دیکھو دنیاوی علوم جو اکثر مخالف قرآن شریف، اور غفلت میں ڈالنے والے کیسے آجکل ایک زور سے ترقی کر رہے ہیں۔ اور زمانہ اپنے علوم ریاضی اور طبعی اور فلسفہ کی تحقیقاتوں میں کیسی ایک عجیب طور کی تبدیلیاں دکھلا رہا ہے۔ اور کیا ایسے نازک وقت میں ضرور نہ تھا کہ ایمانی اور عرفانی ترقیات کے لئے بھی دروازہ کھولا جاتا تا شرور محدثہ کی مدافعت کے لئے آسانی پیدا ہو جاتی۔ سو یقیناً سمجھو کہ وہ دروازہ کھولا گیا ہے اور خدا تعالیٰ نے ارادہ کر لیا ہے کہ تا قرآن کریم کے عجائبات مخفیہ اس دنیا کے متکبر فلسفیوں پر ظاہر کرے اب نیم ملاں دشمن اسلام اس ارادہ کو روک نہیں سکتے۔ اگر اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئیں گے تو ہلاک کئے جائیں گے اور قہری

طمانچہ حضرت قہار کا ایسا لگے گا کہ خاک میں مل جائیں گے۔ ان نادانوں کو حالاتِ موجودہ پر بالکل نظر نہیں۔ چاہتے ہیں کہ قرآن کریم مغلوب اور کمزور اور ضعیف اور حقیر سا نظر آئے لیکن اب وہ ایک جنگی بہادر کی طرح نکلے گا۔ ہاں وہ ایک شیر کی طرح میدان میں آئے گا اور دنیا کے تمام فلسفہ کو کھا جائے گا۔ اور اپنا غلبہ دکھائے گا۔ اور لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کی پیشگوئی پوری کر دے گا۔ اور پیشگوئی وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمْ کو روحانی طور سے کمال تک پہنچائے گا۔ کیونکہ دین کا زمین پر بوجہ کمال قائم ہو جانا محض جبر و اکراہ سے ممکن نہیں۔ دین اس وقت زمین پر قائم ہوتا ہے کہ جب اس کے مقابل کوئی دین کھڑا نہ رہے۔ اور تمام مخالف سپر ڈال دیں۔ سو اب وہی وقت آگیا۔ اب وہ وقت نادان مولویوں کے روکنے سے رک نہیں سکتا۔ اب وہ ابنِ مریم جس کا روحانی باپ زمین پر بجز معلمِ حقیقی کے کوئی نہیں۔ جو اس وجہ سے آدم سے بھی مشابہت رکھتا ہے۔ بہت سا خزانہ قرآن کریم کا لوگوں میں تقسیم کریگا۔ یہاں تک کہ لوگ قبول کرتے کرتے تھک جائیں گے۔ اور لَا يَقْبَلُهٗ اَحَدٌ کا مصداق بن جائیں گے۔ اور ہر یک طبیعت اپنے ظرف کے مطابق پُر ہو جائیگی"۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۶۴ تا ۳۶۷)

اس کام کے لئے کہ نوعِ انسانی میں سے ہر فرد کی طبیعت اپنے ظرف کے مطابق قرآنی علوم سے پُر ہو جائے یہ ذمہ داری

جماعتِ احمدیہ

پر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے کہ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے کہ ہم اس بنیادی ذمہ داری کو سمجھیں اور نبھائیں۔ تاکہ وہ خیرِ امت کی بنیادی خوبی ہم میں بھی پیدا ہو جائے۔ جو ہم سے پہلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوئی اور جس کے نتیجہ میں اس وقت کی دنیا اس بنیادی اعجازی خوبی کا مقابلہ نہیں کر سکی اور اسلام کی طرف متوجہ ہوئی۔ اسلام کو انہوں نے قبول کیا۔ اسلام کی برکات سے انہوں نے فائدہ اٹھایا۔ آج کی ساری دنیا بھی امریکہ اور آسٹریلیا اور افریقہ اور جزائر اور ایشیا اور مشرق وسطیٰ وغیرہ جو دنیا میں آبادیاں ہیں ہمارے لئے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ بننا اور دنیا تک نئے حقائق اور علوم کا پہنچانا ہمارے لئے ضروری ہے تا اس نمونہ کو دیکھ کر اور سمجھ کر وہ حقیقی مسلم بنے بغیر نہ رہ سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے ایسے سامان پیدا کرے اور ہمیں اپنی رحمتوں سے نوازے۔ (آمین)

اخبارِ قادیان

قادیان ۷؍شہادت (اپریل)۔ محترم الحاج مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ کے انگلستان کے تین عزیزان اپنے دیگر رشتہ داروں کی ملاقات کے بعد آج قادیان پہنچے۔ ان کے اسماء یہ ہیں۔ مکرم مبارک احمد صاحب امینی۔ مکرم نصیر احمد صاحب امینی۔ عزیزہ مبارکہ بیگم صاحبہ امینی۔ ایک دن قادیان میں قیام کے بعد ۸؍ کو ۵½ بجے مولوی امینی صاحب مع جملہ عزیزان بمبئی کے لئے روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو۔

★ — ہفتہ زیرِ اشاعت سرکاری محکمہ صحت کے زیرِ انتظام احبابِ جماعت نے چیچک کے ٹیکے لگوائے۔ اسی طرح حفظِ ماتقدم کے طور پر جماعتی خرچ پر احمدیہ شفاخانہ میں احباب ٹائیفائڈ اور کالرا کے ٹیکے بھی لگوا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب احباب کو صحت و عافیت سے رکھے آمین۔

قادیان ۲۲؍شہادت۔ مکرم شیخ محمد لطیف صاحب کانپوری زیارتِ مقاماتِ مقدسہ کے لئے کانپور سے تشریف لائے۔

★ — آج ہی بوقتِ ظہر مکرم مرزا عطاء الرحمٰن صاحب آف انگلستان زیارتِ مقاماتِ مقدسہ کے لئے تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ آنے والوں کا یہ سفر بابرکت کرے اور اُن کی نیک مرادیں اُنہیں عطا کرے۔ آمین ؛

درخواستِ دعا: خاکسارہ کے والدِ محترم محمد صدیق صاحب فانی آف ڈوڈہ آج کل ہائی بلڈ پریشر کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ احبابِ جماعت سے ان کی کامل شفایابی کے لئے عاجزانہ درخواستِ دعا ہے۔ خاکسارہ: امۃ النسیم اہلیہ مولوی بشارت احمد صاحب بشیر۔

محترم سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدرآبادی کی ربوہ میں وفات

نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ محترم جناب سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدرآبادی پچھلے دنوں بتاریخ ۱۶؍مارچ ۱۹۷۴ء بعمر ۶۶ سال ربوہ میں وفات پا گئے۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمازِ جنازہ پڑھائی جس میں افرادِ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر بزرگانِ سلسلہ و احبابِ جماعت کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ بعد ازاں بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

محترم سیٹھ صاحب مرحوم حیدرآباد دکن کے نہایت مخلص اور فدائی احمدی بزرگ حضرت سیٹھ محمد غوث صاحب مرحوم و مغفور کے فرزندِ اکبر تھے۔ نہایت مخلص۔ مخیّر۔ علم دوست۔ پابندِ صوم و صلوٰۃ۔ غرباء کے ہمدرد اور ان کی ہر ممکن مدد کرنے والے تھے۔ جماعتِ احمدیہ حیدرآباد دکن کے سیکرٹری مال کی حیثیت سے مسلسل ۳۵ برس تک گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ بحقیقت یہ ہے کہ آپ وہاں کی جماعت کے روحِ رواں تھے۔ آپ بلند اور پاکیزہ ادبی ذوق کے بھی حامل تھے۔ جو آپ کے لکھے ہوئے مقالوں اور مضامین میں نمایاں نظر آتا ہے۔

محترم سیٹھ صاحب مرحوم کی شادی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم اور نامور صحابی حضرت قریشی محمد حسین صاحبؓ کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو فرزند اور متعدد صاحبزادیوں سے نوازا۔ آپ کے فرزند اور دامادوں میں سے بعض اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کے برادرِ اصغر مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب کراچی میں اور مکرم غلام محمود صاحب ایم۔ ایس۔ سی امریکہ میں ہیں۔

احبابِ جماعت دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ محترم سیٹھ صاحب مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ اور اپنے خاص مقامِ قرب سے نوازے۔ اور مرحوم کی بیگم صاحبہ۔ صاحبزادوں۔ صاحبزادیوں۔ بھائیوں اور دیگر تمام لواحقین کو اپنے فضل سے صبرِ جمیل کے ساتھ اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر آن ان کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین ؛

(ایڈیٹر بدر)

تحریکِ جدید اور ہماری دلچسپی

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:-

"ہماری دلچسپی صرف اس میں ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں اسلام کی تبلیغ پھیل جائے۔ اور پھر اسلام تمام ادیان پر غالب آجائے جس طرح وہ قدیم ایام میں غالب آیا تھا۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ اور اس کام کے لئے تحریکِ جدید کو جاری کیا گیا ہے۔ اور یہی کام ہر مسلمان پر واجب قرار دیا گیا ہے۔ پس یہ تحریک کسی خاص گروہ سے مختص نہیں بلکہ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس میں حصہ لے۔ جو احمدی اس تحریک میں حصہ نہیں لے گا ہم اسے احمدیت اور اسلام میں کمزور سمجھیں گے۔ کیونکہ جس شخص کے دل میں یہ خواہش نہیں کہ وہ اسلام کی خدمت اور احمدیت کی اشاعت کے لئے کچھ خرچ کرے اس کا اسلام لانا یا احمدیت قبول کرنا محض بے کار ہے"۔ (بدر ۴؍جنوری ۱۹۵۴ء)

نیز فرمایا:-

"میں نے اس چندہ کو "لازمی" کر دیا ہے۔ جماعت کے ہر مرد اور عورت کا فرض ہے کہ وہ اس میں حصہ لے"۔ (الفضل ۱۳؍جولائی ۱۹۵۷ء)

احباب سے درخواست ہے کہ اس لازمی چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اور وقت پر ادائیگی کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمتوں کے وارث بنیں ؛

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

درخواستِ دعا: علاقہ کیرنگ کی قدیم جماعت کینانور کے صدر اور عرصہ دراز سے احمدیت کی گوناگوں خدمات بجا لانے والے اور ملیالم رسالہ ستیہ دوتن کے ایڈیٹر مکرم جناب ای حامد صاحب ایک عرصہ سے مختلف عوارض میں مبتلا ہیں۔ سارے جسم میں بہت خارش کے علاوہ ہمیشہ بخار اور نقاہت بھی رہتی ہے۔ اس حالت میں بھی وہ سلسلہ کی خدمات برابر بجا لا رہے ہیں۔ احباب ان کی شفا اور طولِ حیات کے لئے خاص طور پر دعا فرماویں۔ خاکسار محمد عمر مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس

جماعت احمدیہ کیرنگ کا دسواں سالانہ جلسہ

بقیہ صفحہ (۲)

مکرم مولوی امان اللہ صاحب فاضل کی تلاوت قرآن کریم سے اجلاس کا آغاز ہوا۔ نظم کے بعد مولانا عبدالحق صاحب فضل نے "تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک" کے موضوع پر تقریر کی۔ مقرر موصوف نے قرآن کریم اور ہندو دھرم کی پستکوں کی روشنی میں توحید اور اخلاقی تعلیم کو پیش کیا اور سیدنا حضرت مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت اور مختلف مذاہب میں آپؑ کے متعلق پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ غیر معمولی حالات میں الہٰی نوشتوں کے مطابق ہر قوم اور ہر ملک اور ہر رنگ و نسل میں جماعت احمدیہ کا پھیلتے چلے جانا یہ ایک آسمانی تصرف ہے۔ جس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے پہلے سے دے دی تھی کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔" سو یہ حقیقت آج تمام دنیا پر نگاہ ڈالنے سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

دوسری تقریر مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کی تھی۔ آپ نے ابھی چند منٹ تقریر کی تھی کہ منسٹر صاحبان اور بعض دیگر افسران کی آمد پر پروگرام میں تبدیلی کرنا پڑی۔ سب سے پہلے اڑیہ زبان میں ایک نظم پیش کی گئی۔ بعدہٗ منسٹر صاحبان کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا گیا۔ منسٹر صاحبان کے نام حسب ذیل ہیں۔ M. Banke Bihari. ریونیو منسٹر۔ Benudhar Das. Balisawari Singh ایڈریس کے بعد دونوں معززین نے الگ الگ طور پر ایڈریس کا جواب دیا۔ اور اپنی تقریروں میں جماعت احمدیہ کی تعلیمات رواداری کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارے ملک کو اس وقت ایسی تعلیمات کی بہت ضرورت ہے۔ اور جماعت احمدیہ مبارکباد کی مستحق ہے جو بڑی قربانی کرکے تمام اقوام میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کے لئے اپنی طاقتیں خرچ کر رہی ہے۔ اور مذہبی صداقتوں کی طرف لا رہی ہے

آخر میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی صلح کل اور امن بخش تعلیمات کو بڑی شرح و بسط سے پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ جبکہ اس دنیا کا ایک خالق و مالک ہے تو قرآن کریم کا وہ اصول جسے پوری روحانی قوت کے ساتھ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے پیش کیا ہے کہ ہر قوم میں خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول اور اوتار آئے ہیں۔ یہ بھی سچ اور حق ہے۔ اور جس طرح حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور سب سے آخر میں آنے والے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے اور پاکباز رسول ہیں اسی طرح حضرت کرشن۔ حضرت رامچندر اور حضرت گوتم بدھ بھی یقیناً اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول تھے۔ آج اگر ہر ہندو اور ہر مسلمان اس اصول کو تسلیم کرلے تو بھارت دیش میں صلح اور اتحاد کی فضا صحیح بنیادوں پر قائم ہو سکتی ہے۔

اور اسی غرض کے لئے جماعت احمدیہ کی جانب سے ہر سال "یوم پیشوایانِ مذاہب" منایا جاتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے توحید و رسالت کے اہم ترین مسائل کے بعد جس چیز کو اہمیت دی ہے وہ انسانی ہمدردی ہے۔ اس کی بھی مختلف مثالوں سے وضاحت فرمائی۔ پھر سیاسی پہلو کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت المصلح الموعودؓ نے شروع سے ہی سیاسی لیڈروں کو یہ مشورہ دیا تھا کہ قانون کے اندر رہ کر آزادی کی کوشش کی جائے مگر اس کی طرف توجہ نہ کی گئی۔ لیکن آج جبکہ ہمارا ملک آزاد ہو چکا ہے قانون شکنی۔ اسٹرائیک و ہڑتال اور توڑ پھوڑ زیادہ ہو رہی ہے۔ جس سے ملکی نقصان بہت زیادہ ہو رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کا یہ بھی ایک اہم نقطہ نگاہ ہے کہ جس حکومت میں رہو اس کے قانون کی اطاعت کرو۔ اسی لئے جماعت احمدیہ اس قسم کی توڑ پھوڑ کو مذہبًا ناجائز قرار دیتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص جماعت میں سے اسٹرائیک وغیرہ میں حصہ لے تو جماعتی نظام اس کے خلاف ایکشن لیتا ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ ابھی تک ہماری پالیسی یہی ہے کہ ہندوستان میں تمام طبقوں کے لئے کانگریس پارٹی بہت مفید ہے۔ اگرچہ کانگریس پارٹی سے بھی بعض غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہماری پالیسی یہی ہے کہ مجموعی اعتبار سے پورے ہندوستان میں کانگریس پارٹی کو کامیاب کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور ہماری جماعت منظم رنگ میں الیکشن کے دوران اس کا مظاہرہ کیا کرتی ہے تاکہ کانگریس پارٹی اپنی غلطیوں کی تلافی کرکے بہتر رنگ میں ملک کی خدمت کرسکے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریر کا اڑیہ ترجمہ ساتھ ہی ساتھ محترم پروفیسر شمس الحق صاحب نے کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اجلاس بھی بخیر وخوبی انجام پذیر ہوا۔ منسٹر صاحبان واپس تشریف لے گئے۔ بعدہٗ ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ حضرت اقدس کی تقریر کا ایک حصہ سنایا گیا۔ بارہ بجے دن اجلاس برخاست ہوا۔

آخری اجلاس

آخری اجلاس محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی زیر صدارت ساڑھے چار بجے دن منعقد ہوا۔ عزیز شمس الحق صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے اجلاس کا آغاز ہوا۔ عزیز مجیب الرحمٰن صاحب نے خوش الحانی سے نظم پڑھی۔ اس اجلاس کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ جماعت احمدیہ اور اس کے بزرگان سے قلبی عقیدت ومحبت رکھنے والے جناب رادھا ناتھ صاحب رتھ کٹک سے تشریف لاکر شریک ہوئے۔ آپ اڑیسہ کی ایک مایہ ناز ہستی ہیں۔ ایم۔ ایل۔ اے بھی ہیں اور اڑیہ زبان کے مشہور ومعروف اور چوٹی کے اخبار "سماج" کے ایڈیٹر اور مالک بھی ہیں۔ آپ کی تشریف آوری پر جماعت احمدیہ کی طرف سے گل پوشی کی گئی اور آپ کی تعریف میں اڑیہ زبان میں ایک نظم بھی پڑھی گئی۔ اور یہ [illegible] حدیث نبوی کے مطابق تھا کہ جو شخص اپنے محسن کا شکرگزار نہیں ہے وہ خدا کا بھی شکرگزار نہیں ہو سکتا۔

بعدہٗ جناب ڈاکٹر N.C. Panda Ph.D. نے اپنی تقریر میں ہندو دھرم اور اسلامی تعلیمات میں مطابقت کو پیش کرتے ہوئے یہ اختلاف بھی بتایا کہ اسلام مورتی پوجا کے خلاف ہے اور ہندو دھرم مورتی پوجا کی تعلیم دیتا ہے۔

بعدہٗ محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے قرآن کریم اور ہندو دھرم کی پستکوں سے اشلوک پڑھ کر مسئلہ توحید اور مسئلہ رسالت کی وضاحت فرمائی۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو دلنشین انداز میں پیش کیا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے تائید اسلام کے ان دو پر ہیبت نشانات کو پیش فرمایا جن میں سے ایک واقعہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کسریٰ کا حکم گرفتاری تھا۔ اور پھر اسی رات کسریٰ ایران کا اپنے بیٹے کے ہاتھوں سے قتل ہونے کا معجزہ تھا۔ اور دوسرا واقعہ حضرت مہدی معہود علیہ السلام کا تھا جبکہ ایک مجسٹریٹ نے حضورؑ کو سزا دینے کا عزم کرلیا تھا۔ اور بالآخر وہ اپنے مقصد میں بری طرح ناکام رہا اور اس کا اپنا گھر تباہ ہوگیا۔

محترم رادھا ناتھ صاحب رتھ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ پنڈا جی جو ایک سائنسدان ہیں اور مولانا بشیر احمد صاحب جو کہ ایک مذہبی عالم ہیں، ان کی تقریریں احباب نے سماعت فرمائی ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے بھی مختصر طور پر فرمایا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس قدر اوتار بھی بھارت میں ہوئے اور آج سائنس نے بھی کافی ترقی حاصل کرلی ہے لیکن دنیا آج تباہی کی طرف ہی بڑھتی جارہی ہے۔ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ میں اسی لئے احمدیت سے محبت رکھتا ہوں کہ آج جبکہ ہندو مسلمان اور سکھ عیسائی وغیرہ دھرم کی بنیاد پر لڑائی جھگڑا کرتے ہیں تو جماعت احمدیہ دھرم اور مذہب کی حقیقت دنیا میں پیش کرکے اسی ذریعہ سے لڑائی جھگڑوں کا خاتمہ کر رہی ہے۔ میں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتاب "پیغام صلح" پڑھی ہے۔ جو کہ آپ نے اپنی وفات سے صرف ایک روز قبل لکھی تھی۔ آپ نے اسی وقت بھانپ لیا تھا کہ ہندو مسلمانوں میں بڑا فساد ہونے والا ہے۔ آپ نے اپنی اس کتاب میں دونوں قوموں کو صلح کی طرف بلایا تھا۔ مگر افسوس کہ اس طرف توجہ نہ دی گئی۔ اور نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ آپ نے گاندھی جی کی مثال دیتے ہوئے بھی بتایا کہ ان کے بتلائے ہوئے اصولوں پر عمل نہ کرنے کے نتیجہ میں ملک کی خراب حالت ہمارے سامنے ہے۔ پس آج کی خرابیاں پرماتما کے اوتار کے ذریعہ سے ہی سدھر سکتی ہے۔ ورنہ یہ دنیا تباہ ہو جائے گی۔ خدا سے الگ ہو کر یہ دنیا قائم نہیں رہ سکتی۔ اگر اب بھی دنیا دھرم کے اصولوں پر نہیں چلے گی تو تباہ ہو جائے گی۔ میں صدر جلسہ حضرت میاں صاحب کو اور تمام احمدیوں کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ جماعت احمدیہ دیش میں لوگوں کو دھرم کے اصولوں پر چلانے کی پوری کوشش کر رہی ہے۔ اور نہ صرف دیش میں بلکہ ساری دنیا میں یہ کوشش جاری ہے۔ نظم میں جو موصوف کے لئے تعریفی کلمات کہے گئے تھے ان کو موصوف نے کسر نفسی کرتے ہوئے ناپسند فرمایا۔

ایک ہندی نظم کے بعد مولانا عبدالحق صاحب فضل نے غلبۂ اسلام کے موضوع پر مختصر تقریر کی۔ اور "تحریک جدید" کی اہمیت ومحاسن اور نتائج بتاکر تحریک جدید کے چندہ کی وصولی کی جانب احباب جماعت کو بھرپور توجہ دلائی۔

آخر میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے دو نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ اور "صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ" کی نہایت لطیف پیرایے میں تحریک فرمائی۔ تاکہ احباب بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیں۔ اور اجتماعی دعا پر یہ دو روزہ جلسہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک

درخواستِ دعا

عزیزہ سیدہ مبارکہ احمد صاحب آف غازی پور کے ہاں ولادت ہونیوالی ہے۔ شادی پر کافی عرصہ گزرنے کے باوجود اولاد کی نعمت سے ناحال محروم تھے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں نیک اور لمبی عمر پانیوالی اولاد نرینہ عطا کرے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

صدرِ تنزانیہ ہز ایکسیلنسی نیریرے کی ماریشس میں آمد

(بقیہ صفحہ اوّل سے)

ہوئی ۔ ان میں ماریشس کے وزیرِ لیبر، تنزانیہ کے وزیرِ اسٹیٹ، برٹش پارلیمنٹ کے ایک سابق ممبر بالخصوص قابلِ ذکر ہیں ۔ اس موقعہ پر مسیح کی آمدِ ثانی ۔ ختمِ نبوت اور حرمتِ شراب کے موضوعات پر گفتگو ہوئی ۔ خاکسار نے جماعت کے نقطۂ نظر سے انہیں آگاہ کیا ۔

کینٹینینٹل ہوٹل میں وزیرِ اسٹیٹ آف تنزانیہ کی خدمت میں قرآنِ عظیم اور دیگر کتب کا تحفہ :-

بتاریخ ۱۳ رمارچ خاکسار اور ہمارے لوکل مبلغ محترم ابوبکر خان صاحب، وزیرِ اسٹیٹ آف تنزانیہ کی قیامگاہ میں گئے ۔ بڑے تپاک سے ہوٹل میں انہوں نے ہمارا استقبال کیا ۔ بعدہٗ ہم نے معزز مہمان کی خدمت میں انگریزی ترجمہ قرآن مجید اور کتب اسلامی کا تحفہ پیش کیا ۔ ان کتب میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام ۔ اسلام کا اقتصادی نظام ۔ پیار اور اخوت کا پیغام ۔ باتصویر رسالہ "قرآن ہر ایک کے ہاتھ میں" اور جلسہ سالانہ نمبر e سے Message شامل ہیں ۔ اس موقعہ پر تنزانیہ کے وزیرِ دفاع بھی ہمارے کمرے میں تشریف لائے ۔ اُن سے بھی تعارف ہوا ۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ افریقہ کے ان مہمانوں کو حقیقی اسلام کی نعمت سے بہرہ ور ہونے کی توفیق دے آمین ۔

ہز ایکسیلنسی صدر نیریرے سے ملاقات

تیرہ مارچ کو عصر کے وقت گورنر ہاؤس میں ایک گارڈن پارٹی تھی جس میں جزیرہ ماریشس کے چاروں کونوں سے مہمان مدعو تھے ۔ ملاقات کے لحاظ سے یہ ایک بہت اہم موقعہ تھا ۔ خاکسار نے اس موقعہ سے بھی پورا فائدہ اٹھایا ۔ اور بہت سے نئے دوستوں کو احمدیت سے متعارف کرایا ۔ گارڈن پارٹی میں صدرِ تنزانیہ سے بھی ملاقات ہوئی ۔ گورنر جنرل صاحب نے میرا تعارف کرایا ۔ ہز ایکسیلنسی نیریرے نے بہت خوشی اور مسرت کا اظہار کیا ۔ اس موقعہ پر ایک تصویر بھی اتاری گئی ۔ اس تقریب میں خاکسار نے صدرِ تنزانیہ کے چیف آف پروٹوکول سے مل کر کوشش کی کہ صدر نیریرے صاحب خاکسار سے ملاقات کے لئے کچھ وقت دیں ۔ انہوں نے وعدہ کیا لیکن افسوس ہے کہ صدرِ تنزانیہ نیریرے صاحب انتہائی مصروفیت کے باعث تحفہ پیش کرنے کے لئے وقت نہ دے سکے ۔

صدر نیریرے کی خدمت میں قرآنِ مجید کا عظیم تحفہ

جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ صدرِ تنزانیہ صرف تین دن کے دورے کے دوران اپنی انتہائی مصروفیت کے باعث وقت دینے سے قاصر تھے ۔ اس لئے ان کے پرائیویٹ سیکرٹری کے مشورہ سے بتاریخ ۱۴ رمارچ بعد دوپہر گورنر ہاؤس میں جہاں صدر نیریرے قیام فرما رہے تھے ۔ چیف آف پروٹوکول کے ذریعہ انگریزی ترجمہ قرآن مجید مع مختصر تفسیر کا عظیم تحفہ پیش کیا گیا ۔ جو بہت خوشی کے ساتھ قبول کیا گیا ۔ قرآنِ مجید کے ساتھ دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی کی ایک کاپی بھی پیش کی گئی ۔ تحفہ کے اس پیکٹ کے ساتھ ایک خط بنام صدرِ تنزانیہ دیا گیا جس میں ان کے ماریشس کے دورے کی کامیابی اور کامران واپسی کے نیک جذبات و تمناؤں کا اظہار کیا گیا تھا ۔ اسی طرح ماریشس اور تنزانیہ میں احمدیہ جماعت کی سرگرمیوں کا ذکر تھا ۔

صدر نیریرے کی واپسی :-

پروگرام کے مطابق ۱۴ رمارچ کو ایئر پورٹ پر ایک الوداعی تقریب ہوئی ۔ سب مہمانوں کو مہمانِ خصوصی سے ملایا گیا ۔ خاکسار نے بھی صدرِ تنزانیہ کے علاوہ وفد کے دیگر نمائندگان سے ملاقات کی اور انہیں خیر باد کہا ۔

خلاصہ کلام یہ کہ ماریشس کی یومِ آزادی کی چھٹی سالگرہ کی جملہ تقریبات نہایت جوش و خروش اور کامیابی کے ساتھ سرانجام پائیں اور اس سال اہلِ ماریشس کی خوشیاں پچھلے سالوں کی نسبت بہت زیادہ تھیں کیونکہ ماریشس کے ہمسایہ ملک کے نہایت باوقار کامیاب اور مقبول صدر ہز ایکسیلنسی نیریرے ان کے درمیان تشریف فرما تھے ۔ الحمدللہ

کرتے [illegible] لے ۔ لسانی لوفات اور [illegible] اور ہر موقعہ پر جماعت کی اچھی رنگ میں نمائندگی کی گئی ۔ اور موقعہ کی مناسبت سے احمدیت کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کی ہمہ تن کوشش کی گئی ۔

احبابِ کرام دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ جماعتِ ماریشس کو غیر معمولی ترقیات سے نوازے اور ہم مبلغین کو نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقسیم کرنے اور دمِ آخر تک اس نہایت ہی مقدس کام میں بدل و جان مصروف رہنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

اللّٰھم آمین ؁

حصّہ آمد کے موصی احباب

فارم اصل آمد پُر کر کے جلد واپس فرمائیں

حصّہ آمد کے موصی احباب اور خواتین سے ان کی سال ۷۴-۱۹۷۳ء (از یکم مئی ۱۹۷۳ء تا ۳۰ راپریل ۱۹۷۴ء) کی آمدنی معلوم کرنے کے لئے فارم اصل آمد بھجوائے جا چکے ہیں ۔ جو دوست جماعتوں سے وابستہ ہیں ان کے فارم سیکرٹریانِ مال کو بھجوائے گئے ہیں ۔ جن موصیان کو فارم مل چکے ہوں وہ پُر کر کے سیکرٹریان مال کے توسط سے اور انفرادی براہِ راست دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو جلد بھجوا دیں ۔ کیونکہ حصّہ آمد کے موصی احباب کے حسابات کی تکمیل کا انحصار ان فارموں کو پُر کر کے دفتر بہشتی مقبرہ کو واپس کرنے پر ہے ۔ جس قدر تاخیر سے آپ کی طرف سے فارم پُر ہو کر آئیں گے ، سالانہ حسابات آپ کی خدمت میں بھجوانے میں اسی قدر دیر ہوگی ۔

لہٰذا جلد فارم اصل آمد پُر کر کے واپس فرماویں ؁

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل
اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن
AZAD TRADING CORPORATION
58/1 PHEARS LANE, CALCUTTA-12
۵۸/۱ فیرس لین کلکتہ ۱۲
فون نمبر: 34-8407

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار
موٹر سائیکل
سکوٹرس
کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے
AUTOWINGS کی خدمات حاصل فرمائیے!
آٹو ونگس
Autowings
32 SECOND MAIN ROAD
C.I.T. COLONY, MADRAS - 600004
TELEPHONE NO. 76360.

ہر قسم کے پُرزے
پیٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پُرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔
کوالٹی اعلیٰ
نرخ واجبی
AUTO TRADERS,
16 MANGOE LANE CALCUTTA-1
آٹو ٹریڈرز
۱۶ مینگولین کلکتہ ۱
فون نمبر: دکان 23-1652، 23-5222 / مکان: 34-0451
تار کا پتہ: "AUTOCENTRE"

درویشانِ قادیان

کے متعلق آپ کے مقدس اور پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

"درویشانِ قادیان جو اپنے ذریعۂ معاش کے انتخاب پر ۔۔۔ کر ۔۔۔ ہیں ۔۔۔ کا میدانِ عمل قادیان کی مختصر بستی تک محدود ہے وہ وہاں صرف اپنی نہیں ساری جماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں ...... دُنیا باوجود اپنی وسعتوں کے اُن کے لئے محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ اُن کے ذرائع معاش محدود ہیں ...... اُن کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے خیرات کے طور پر نہیں بلکہ قدردانی اور محبت کے جذبات کے ساتھ ان کی ہر طرح امداد کریں۔ تاکہ وہ ۔۔۔ اور بے فکری کے ساتھ مرکزِ سلسلہ اور شعائر اللہ کی حفاظت کے مقدس فریضہ کی ادائیگی میں دن رات مصروف رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اموال میں اور زیادہ برکت دے گا انشاء اللہ تعالیٰ"

پس وہ احباب جو خطیر رقم اس فنڈ میں نہیں دے سکتے وہ صرف بارہ روپے سالانہ ادا کر کے اپنے محبوب آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہہ کر ۔۔۔ الٰہی حاصل کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

یومِ خلافت

احباب جماعت اور جملہ مبلغین معلمین اور انسپکٹران سلسلہ عالیہ احمدیہ سے گزارش ہے کہ وہ اپنے اپنے ہاں حسب اعلان جلسہ ہائے "یومِ خلافت" مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۷۴ء بمطابق ۲۷ ہجرت ۱۳۵۳ ہش بروز پیر منعقد کریں ۔۔۔ رپورٹ جلسہ بروقت نظارت دعوۃ و تبلیغ میں بھجوائی جائے۔ خدا تعالیٰ آپ سب پر اپنا فضل اور انعامات نازل فرمائے

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

امتحان مبلغین و معلمین

جملہ مبلغین نظارت دعوۃ و تبلیغ اور معلمین وقف جدید کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ان کا امتحان حسب طریق سابق نظارت دعوۃ و تبلیغ کی زیر نگرانی مورخہ ۲ امان ۱۳۵۴ ہش بمطابق ۲ مارچ ۱۹۷۵ء بروز اتوار ہوگا۔

دینی نصاب برائے سال ۵۴-۱۳۵۳ ہش (۷۵-۱۹۷۴ء) "ایام الصلح" تالیف حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام مقرر کی گئی ہے۔ اس امتحان میں سینئر گریڈ پانے والے مبلغین کے سوائے دیگر سبھی مبلغین و معلمین شامل ہوں گے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کے

وعدوں میں اضافہ

بعض ایسے مخلصین جنہوں نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جاری فرمودہ نئی عظیم الشان تحریک "صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ" میں جنوری فروری میں وعدے بھجوائے تھے۔ اب اپنے وعدوں میں نمایاں اضافہ کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے لکھا ہے کہ ہم ابتدائی طور پر اس تحریک کی عظمت کو سمجھ نہ سکے تھے۔ اب یہ معلوم کر کے کہ یہ تحریک احمدیت کی غیر معمولی ترقی اور اسلام کی فتح کے دن کو قریب تر لانے والی تحریک ہے، ہم اپنے وعدوں میں اضافے کر رہے ہیں۔

خوش قسمت ہیں وہ احمدی مخلصین جو اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہہ کر اشاعت اسلام کے لئے قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

مدرسہ احمدیہ میں نئے سال کا داخلہ اور احباب جماعت کا فرض!

جماعت کی تعلیمی و تبلیغی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مدرسہ احمدیہ کا اجراء فرمایا تھا۔ چنانچہ اس نہایت ہی مفید اور بابرکت درس گاہ کی افادیت احباب جماعت احمدیہ پر روشن ہے کہ اس مقدس درس گاہ کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ اس کے تربیت و تعلیم یافتہ مبلغین نے ایک انقلاب عظیم یورپ۔ افریقہ اور امریکہ میں برپا کر دیا۔ اور اب بفضلہ تعالیٰ بڑے بڑے رؤسا و گورنر اور سلاطین اس درس گاہ کے تربیت یافتہ مبلغین کے ساتھ بڑے فخر کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں۔ احباب جماعت کی روز افزوں ترقی کے پیشِ نظر مبلغین کی ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ جسے پورا کرنے کے لئے احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ہونہار بچوں کو خدمتِ دین کے لئے وقف کر کے مدرسہ احمدیہ میں داخل کرائیں۔

پہلی جماعت کا داخلہ یکم ستمبر ۱۹۷۴ء سے شروع ہوگا۔ لہذا خواہش مند احباب داخلہ فارم نظارت ہذا سے منگوا کر بہرحال یکم اگست ۱۹۷۴ء تک مکمل کر کے دفتر ہذا کو واپس بھجوا دیں۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل امور ذہن نشین کر لئے جائیں

(۱) بچے کا میٹرک یا کم از کم مڈل پاس ہونا ضروری ہے۔

(۲) بچہ قرآن مجید ناظرہ اور اُردو زبان روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔

نوٹ:- حسب دستور سابق اس سال بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مدرسہ احمدیہ کے لئے چار وظائف منظور کئے ہیں۔ جو طلباء کی ذہنی۔ اخلاقی۔ اور اقتصادی حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے دیئے جائیں گے۔

داخلہ حافظ کلاس

مدرسہ احمدیہ میں حافظ کلاس بھی باقاعدہ طور پر جاری ہے۔ اور اس کلاس میں بھی ذہین طلباء (جو قرآن مجید ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہوں اور عمر بھی دس بارہ سال سے متجاوز نہ ہو) لئے جائیں گے۔ ہوشیار اور مستحق طلباء کو وظیفہ بھی دیا جائے گا۔ اور اس کے لئے بھی یکم اگست ۱۹۷۴ء تک درخواستیں وصول کی جائیں گی۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

ڈھاکہ میں دو روزہ کانفرنس

مکرم مولوی محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ ڈھاکہ (بنگلہ دیش) نے بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ ـــ "ڈھاکہ میں دو روزہ احمدیہ کانفرنس خدا کے فضل سے اختتام پذیر ہو گئی۔ الحمد للہ۔ ہمارے لئے درد دل سے دُعا فرماویں۔"

امیر جماعت احمدیہ قادیان

درخواستِ دُعا

خاکسار کی والدہ محترمہ کے دونوں پاؤں میں ارتھرائٹکس کی شکایت ہے اور گھٹنوں میں درد ہے۔ کامل شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ نیز ایک ہمشیرہ B.ED. کا اور دیگر عزیز بھی مختلف امتحانات میں شامل ہو رہے ہیں سب کی نمایاں کامیابی کے لئے تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار بی۔ ایم داؤد احمد
مشیر قانونی قادیان۔